حیات حیدر

میسور کے اولوالعزم۔ شیر دل۔ سخت جان اور جانباز سپہ سالار اور
نواب حیدر علی کی زندگی کے حالات اُسکی نظام دکن۔ نواب
ارکاٹ مُراری راؤ۔ مرہٹوں اور انگریزوں سے معرکہ کی جنگیں
اُسکی فوجی اور انتظامی قابلیت۔ اور ایک سپاہی کی حیثیت سے
بڑھتے بڑھتے ایک زبردست نواب اُور فرمانروا بن جانے کی
مفصل کیفیت درج ہے

مؤلفہ
منور خان ساغر اکبرآبادی مترجم و لٹریری اسسٹنٹ انڈین سیوا سمیتی لاہور

جسکو
بعد حصول جملہ حقوق دوامی از مؤلف
منشی رام اگروال تاجر کتب۔ پروپرائٹر اُردو اخبار
و مالک اُردو اخبار مشین پریس لاہور نے
اپنے
مطبع اُردو اخبار لاہور میں چھاپا

کارخانہ مشہور عالم جنتری لاہور کا انعامی سسٹم دو سال سے جاری ہے

کارخانہ کی راستبازی اور پبلک کی قدردانی سے ملک کے ہر ایک حصہ میں ایک لاکھ ٹکٹ فروخت ہو چکا ہے

شرائط

اوّل - آپ کارخانہ کا ٹکٹ اپنے شہر کے کسی احباب سے خرید فرماویں بصورت نہ ملنے کے آپ براہ راست کارخانہ میں موازی آٹھ آنہ علاوہ محصول بھیجکر چار ٹکٹ منگالیں ٭

دوم - پھر اُن چاروں ٹکٹوں کو دیگر احباب کے ہاتھ موازی دس دس آنہ پر فروخت کر کے مبلغ ۲ روپیہ ۸ آنہ وصول کرلیں - اسمیں سے موازی آٹھ آنے تو آپ اپنے خود رکھ لیں اور باقی مبلغ دو روپیہ جمع رکھیں - پھر آپ اپنے چاروں خریداروں کے نام ٹکٹوں پر معہ مفصل پتہ کے لکھکر کارخانہ میں واپس بھیجدیں - اور مندرجہ اشیاء تصویردار میں سے ایک چیز جو پسند خاطر ہو تحریر فرماویں ٭

سوم جس وقت آپکا آرڈر پہنچیگا - کارخانہ فوراً انعامی اشیاء حسب الارشاد بذریعہ وی۔پی معہ ۱۶ عدد ٹکٹ کے مبلغ دو روپیہ پر آپ کی خدمت میں بھیجدیگا (یہ دو روپیہ صرف اُن ۱۶ ٹکٹوں کی قیمت ہے جو آپ اپنے خریداروں کے لئے منگاتے ہیں - جن کی قیمت دو روپیہ آپکے پاس جمع ہے) مگر محصولڈاک انعامی اشیاء کا علاوہ دو روپیہ کے زائد چارج کیا جائیگا جو آپ کو اپنی گرہ سے دینا پڑیگا - پس وی۔پی وصول کر کے انعامی اشیاء آپ خود رکھ لیں اور اپنے چاروں خریداروں کو چار چار ٹکٹ معہ اُن کے ناموں کے سارٹیفکیٹ کے دیدیں پھر وہ صاحب بھی اسی طرح یکے بعد دیگرے فروخت کا سلسلہ جاری رکھکر جو چیز چاہیں مفت منگالیں ٭

حیات حیدر

باب ۱

حیدر علی کے بزرگ ـ خاندان وغیرہ

میسور جو جنوبی ہند میں واقع ہے، کسی زمانہ میں بڑی شان و عظمت پر تھا۔ اس حکومت کا رتبہ
مشرقی ملکوں کی تاریخ میں ایک نمایاں رتبہ رکھتے ہیں۔ اس ریاست کا بانی حیدر علی مشہور تھا
اس کی قایم کی ہوئی سلطنت صرف ۴۰ سال کے عرصہ تک قایم رہی کیونکہ حیدر علی کے بیٹے ٹیپو
سلطان کی وفات کے ساتھ ہی میسور کی حکومت کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ تاہم واقعات اور
اس ۴۰ سال کے زمانہ میں ہوئیں کہ ان کو بڑی ہی شہرت حاصل ہے۔

حیدر علی کے حسب و نسب کی مؤرخین میں باہم اختلاف ہے۔ ایک مورخ نے اس کو نسل قریش
میں سے بتلایا ہے۔ یہ مورخ لکھتا ہے کہ حیدر علی کا جد امجد جس کا نام حسن تھا۔ اور جو اپنے کو یحییٰ کی اولاد
میں بتاتا تھا بغداد سے اجمیر میں آبسا تھا۔ جہاں اس کے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اس لڑکے کا نام ولی محمد
رکھا گیا۔ حسن سے اس کے ماموں سے کسی بات پر جھگڑا ہو گیا جس کے بعد وہ گلبرگہ کو نقل سکونت کر کے
میسور کے مشرقی حصہ میں مقام کولار میں جا بسا اور وہیں ۱۶۷۸ء کے قریب انتقال کر گیا۔ اس کے
چار بیٹے تھے سب سے چھوٹے بیٹے کا نام فتح محمد تھا۔

فتح محمد سن بلوغ کو پہنچ کر فوج میں بھرتی ہو گیا۔ اور گنجی کوٹہ کے محاصرہ میں ایسے جوہر
دکھلائے کہ اس نے شہرت کر لی۔ بیجاپور کے صوبہ دار نے اس کی مردانگی سے خوش ہو کر اسے ایک عہدہ
پر ترقی دے دی۔ مگر [illegible] جلد جلد تبدیل ہونے کے باعث اس کو [illegible]
چھوڑنا پڑا۔ وہاں سے اس نے اپنے نام و نمود کو بہت کچھ بڑھا لیا۔ آخرکار وہ میسور کو واپس چلا آیا اور اسے
فوجداری یعنی سپہ سالار کے منصب پر مامور کر دیا گیا۔ اور بوڈی کوٹہ جاگیر میں عطا کیا۔ فتح محمد
نے پہلے تو ایک سیدانی سے شادی کی جس کے بطن سے تین بیٹے پیدا ہوئے۔ دوسری دفعہ اس نے ایک
شخص کی دو بیٹیوں کے ساتھ شادی کی۔ ان میں چھوٹی بہن کے بطن سے دو بیٹے پیدا ہوئے۔ ایک

شہباز عرف اسمٰعیل۔ اور دوسرا حیدر علی جس نے اپنے قوتِ بازو سے میسور کی حکومت پر قبضہ کر لیا
تھا۔ ولکس مصنفِ تاریخ جنوبی ہند لکھتا ہے کہ حیدر علی کا جدِ امجد بہلول پنجاب کا ایک مسلمان فقیر
تھا۔ وہ اپنے وطنِ مالوف کو خیرباد کہہ کر مع اپنے دو بیٹوں علی محمد اور ولی محمد کے جنوبی ہند میں چلا آیا تھا
اور ریاست حیدرآباد کے شہر آلند میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ اس شہر سے نقل سکونت کر کے علی محمد
و ولی محمد سیرا (واقع میسور) کے صوبہ دار کے پاس پہونچے اور فوج میں بھرتی ہو گئے۔ جہاں سے وہ
کولار میں جا بسے۔ یہاں علی محمد کا انتقال ہو گیا۔ مگر اس کی بیوی اور بیٹے فتح محمد کو اسکے بھائی ولی محمد
نے گھر سے نکال دیا۔ یہ حسب و نسب زیادہ درست نہیں معلوم دیتا ہے۔ کیونکہ مؤرخین کی کثرت رائے
اس کے خلاف ہے۔

جو ملک آجکل میسور کے نام سے مشہور ہے۔ اسکے اُن فرمانرواؤں کی تاریخ جو حیدر علی اور ٹیپو سلطان
سے پہلے فرمانروائی کر چکے تھے مختصر الفاظ میں اس موقع پر بیان کر دینا خالی از لطف نہ ہوگی۔ حیدر علی
سے پہلے اس ملک کا ایک ہی فرمانروا نہ تھا۔ بلکہ اس کے مختلف حصوں پر مختلف خاندان کے لوگ حکمرانی
کرتے تھے۔ اور نہ اس ملک کا نام پہلے میسور تھا۔ پانچویں صدی سے لیکر بارھویں صدی تک کدمبا، گنگا،
چلوکیا اور دیگر خاندان حکمرانی کرتے رہے۔ مگر ان خاندانوں نے اپنے زمانہ کے قلمبند حالات نہیں چھوڑے
البتہ اُن ستونوں پر جو مندروں کے صحن میں حکمرانوں نے اپنی فیاضی کے کارناموں کے طور پر قائم کئے۔
اُن کے نام اور حسب و نسب ضرور کندہ ہیں۔ ان خاندانوں کے زوال پر اس ملک میں ہوئسلوں کی حکومت
قائم ہوئی جن کی عہد حکومت کی یادگاریں وہ خوبصورت مندر ہیں جو بیلور اور ہلیبیڈ میں پائے جاتے ہیں
ان مندروں میں اُن کے بنانے والوں نے فنِ تعمیر کا کمال کر دیا اور ان میں انواع و اقسام نقش و نگار کھودے
گئے۔ بیجانگر کے حکمرانوں کے آثار کھنڈرات کی شکل میں مقام ہامپی میں آجتک موجود ہیں۔ اور اس
خاندان کے حکمرانوں کی شان و عظمت کی تصدیق ہوتی ہے۔

اٹھارھویں صدی کے شروع میں اس ملک چھوٹے چھوٹے حکمرانوں کا دور دورہ ہوا جو مختلف
حصوں میں فرمانروائی کرتے تھے۔ ان فرمانرواؤں کا لقب پالیگار تھا۔ ان میں سے بدنور اور چتل درگ
کے حکمران زیادہ مشہور اور زوردار تھے۔ لیکن اس حصہ کے فرمانروا جو دراصل میسور ہے انہوں نے
بہت سی چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو فتح اور الحاق کے ذریعہ اپنے قبضہ میں کر لیا۔ یہ خاندان وڈیار کہلاتا
تھا۔ اس خاندان کی حکومت چکا دیوراج کی وفات پر ۱۷۰۴ء میں زمانہ حال کے میسور کے نصف
حصہ پر تھی۔ یہ خاندان اپنے کو جدوریوں کی اولاد بتاتا تھا۔ اسکی تاریخ بڑی مزیدار ہے اس خاندان کا

پہلا شخص وجیایا راج نامی جو یادون فرقہ میں چلا آیا تھا جب دونوں بھائی کرشنا راج کے دوارکا جو کا
ٹھیاواڑ میں واقع ہے ملک کرناٹک میں چلا آیا تھا جب دونوں بھائی میسور کے قریب ہدی نادو میں پہنچے
تو انہیں معلوم ہوا کہ وہاں کا حکمران مجبوط الحواس ہے۔ اسکی ایک بیٹی ہے۔ جسکے ساتھ ایک اور فرمانروا جبر
شادی کرنی چاہتا ہے اور دھمکی دیتا ہے۔ کہ اگر شادی منظور نہ کی جائیگی تو وہ اسکے ملک پر قبضہ کرلیگا
ان دونوں بھائیوں نے اس فرمانروا کو کسی حکمت سے قتل کرکے خود اس کے ملک پر قبضہ کرلیا۔ اور وجیایا راج
نے اس مصیبت زدہ لڑکی سے شادی کرلی۔ اور ساتھ لنگایت فرقہ میں جو شیوجی کا معتقد تھا شامل ہوگئے
اس خاندان کے حکمرانوں نے اس حکومت کو قایم کیا تھا۔ جو آجکل میسور کے نام سے مشہور ہے یہ راجہ
سب سے پہلے فرمانرواؤں کے خلاف غیر ملک والوں میں سے تھے۔

کوئی دو صدی تک تو میسور میں چھوٹے چھوٹے فرمانرواؤں کی حکومت رہی۔ لیکن راج ودیار
نے جو وجیایا راج کی ساتویں پشت میں تھا۔ بیجانگر کی سلطنت کی کمزوری سے جو معرض زوال میں تھی فائدہ
اٹھایا۔ اس نے ۱۶۰۹ء میں سرنگاپٹم (زمانہ حال کا سرنگاپٹم) پر قبضہ کرکے اسے اپنا پایہ تخت قرار دیا۔
اسکے تھوڑے ہی عرصہ بعد اس نے لنگایت مذہب کو ترک کرکے وشنو مذہب کو اختیار کرلیا۔ وہ اور
اس کے جانشین فتوحات کے ذریعہ اپنی حکومت کو وسیع کرتے رہے۔ یہاں تک کہ چکا دیو راج کی وفات
پر اسکی آمدنی اور محاصل بہت ہی زیادہ ہوگئے تھے۔ شہنشاہ اورنگ زیب اسکے ملک پر حملہ کرنے کا ارادہ
رکھتا تھا۔ مگر چکا دیو راج نے ۱۶۹۹ء میں اسکی خدمت میں ایک سفارت بھیجکر اسے خوش کرلیا اورنگ زیب نے
سفیر کی بڑی مدارات کی اور راجہ چکا کو جگ دیو کا خطاب عطا فرماکر ہاتھی دانت کا ایک تخت بھی عطا کیا جس پر
بیٹھکر اسکے جانشین تخت نشینی کی رسم ادا کرتے تھے۔ چکا دیو راج بذات خود بہادر نبرد آزما اور لایق
مدبر و منتظم تھا لیکن اسکے جانشین قابل نہ نکلے اور تمام اختیارات وزیر کے ہاتھوں میں چلے گئے۔ جو
حکمرانوں کو کٹھ پتلی کی مانند نچاتے تھے اور بالآخر اس ملک کے حکمران اپنی سلطنت کے بارسوخ اور
زوردار لوگوں کی مرضی کے موافق گدی پر بٹھائے اور تخت سے اتار دیے جاتے تھے دودا کرشنا راج
کی وفات جو ۱۷۳۲ء میں واقع ہوئی۔ اس خاندان کے لوگوں کے قبضہ سے ملک کی حکومت
نکل گئی۔ اور نئے حکمرانوں کا انتخاب دلوائی یعنی سپہ سالار کی مرضی پر موقوف ہوگیا۔ جس نے
حکومت کے سارے اختیارات اور منصب کو غصب کرلیا تھا۔

راجگانِ میسور کا نسب نامہ

وجیا راج ۱۳۹۹ء

راج ودییار ۱۵۷۸-۱۶۱۷ء

چاما دیوراج عرف دیوراج اصغر ۱۶۷۳-۱۷۰۴ء

کانتھے رائے عرف نرسا راجہ ۱۷۰۴-۱۷۱۴ء

کرشنا راج عرف کرشنا راج اکبر ۱۷۱۴-۱۷۳۱ء

چامراج (بیٹے) ۱۷۳۱-۱۷۳۴ء - یہ راجہ قید خانہ میں فوت ہوا۔

چکا کرشنا راج عرف کرشنا راج اصغر ۱۷۳۴-۱۷۶۶ء (بیٹے) تھا

نانجراج ۱۷۶۶-۱۷۷۰ء

چامراج ۱۷۷۰-۱۷۷۶ء

چامراج ساکن کاروٹی دور کا بیٹا تھا۔ اسے تخت پر حیدر علی نے بٹھایا تھا۔ ۱۷۷۶-۱۷۹۶ء

ممادی کرشنا راج عرف کرشنا راج سویم ۱۷۹۹-۱۸۶۸ء

باب ۲

حیدر علی کی شہرت کا آغاز اور جنوبی ہند کی حکومت پر تسلط

شاہ جہان کے عہد میں جب اورنگ زیب دکن کا نائب سلطنت تھا کرناٹک کے ایک بڑے حصہ پر شاہ بیجاپور کی سیادت تھی۔ بیگمان سن دولتا خان اور سیواجی کے باپ سہاجی نے تاخت و تاراج کیا۔ جب اورنگ زیب تخت پر بیٹھا۔ تو اس نے مرہٹوں اور بیجاپور کے مسلمان حکمرانوں کو زیر کرنے کا قصد کیا۔ چنانچہ اس نے بیجاپور پر ۱۶۸۶ء میں قبضہ کر لیا اور سیرا کو سلطنت مغلیہ کے نائب السلطنت کا پایۂ تخت قرار دے دیا۔

جنوبی ہند میں دہلی کے نائب سلطنت کے عہدے پر اس زمانہ میں جبکہ حیدر علی کے باپ فتح محمد نے نام پیدا کرنا شروع کیا تھا۔ ورگاہ قلی خاں مامور تھا۔ یہ شخص ۱۷۲۹ء میں اس منصب پر مامور کیا گیا تھا قلی خاں کے بعد اس کا بیٹا عبدالرشید خاں نائب السلطنت کے منصب پر مامور کیا گیا۔ فتح محمد عبدالرشید خاں کے دربار میں ملازم تھا۔ اور سعادت اللہ خاں نواب آرکٹ کے ساتھ جنگ کرنے میں فتح محمد اور عبدالرشید خاں دونوں مارے گئے دکھن میں جو صوبہ دار یا نائب عبدالرشید خاں کے بعد مقرر کیا گیا اس نے فتح محمد کے بچوں اور بیوی کو بہت ستایا اور اپنے ملک سے نکال دیا۔

فتح محمد کا مفلوک الحال خاندان دکھن کو خیرباد کہہ کر بنگلور میں جا بسا۔ جب اس کا بڑا بیٹا شہباز سن بلوغ کو پہونچکر ہوشیار ہوا۔ تو اُس نے بنگلور کی فوج میں ملازمت کر لی۔ مگر اپنی حسن لیاقت سے جلد ترقی کر کے منصبداروں میں داخل ہو گیا۔ اُس کو دو سو سواروں اور ایک ہزار پیادوں کی منصبداری مل گئی۔ جب میسور کے دیوان نے قصبہ دیوان ہلی کو جو بنگلور سے ۲۳ میل شمال کو واقع ہے فتح کرنے کے لئے ایک فوج روانہ کی تو اس میں شہباز کے سوار اور پیادے بھی شامل تھے۔

جب شہباز اس مہم میں شریک تھا۔ تو اُس سے اس کا بھائی حیدر علی بھی آملا۔ اگرچہ حیدر علی اُسوقت فوج میں ایک والنٹیر کی حیثیت سے کام کرتا تھا لیکن اپنی مردانگی اور بہادری سے اُس نے بڑا نام پیدا کر لیا تھا۔ اگرچہ اس زمانہ میں اُس کے اطوار پسندیدہ نہ تھے۔ اور اُسے کمینہ باتوں کا شوق تھا۔ وہ بڑے عیش و عشرت میں مبتلا رہتا تھا۔ تاہم تیر انداز اور بڑا شکاری تھا۔ وہ جاہل مطلق تھا۔ اُسے الف کے نام سے بھی نہیں آتا تھا۔ اور نہ اس نے عمر بھر پڑھنا لکھنا سیکھا۔ اس زمانہ میں بہت سے چھوٹے چھوٹے راجہ۔ مہاراجے نواب اور امراء صرف کاغذات پر دستخط کرنے یا اپنی مہر لگانے ہی پر اکتفا کیا کرتے تھے۔

(نوٹ) آجکل بھی ہندوستان میں صوبہ اڑیسہ میں چھوٹے چھوٹے حکمران جاہل مطلق ہوتے ہیں اپنی مہر اپنے ملکی کاغذات پر لگاتے ہیں۔ بعض کی مہر میں مور بعض میں شیر کا سر بعض میں سنگھ اور بعض میں کسی اور چیز کی تصویر ہوتی ہے۔

اس زمانہ میں ریاست میسور کا وزیر نانجراج تھا۔ وہ حیدر علی سے اسکی دلاوری اور مردانگی کے باعث بہت خوش ہوا۔ اُس نے حیدر علی کو ایک چھوٹی سی فوج کا کمانیر بنا دیا۔ اور ناصر جنگ نظام الملک کے حکم کے موافق تھوڑے ہی عرصہ بعد آرکٹ کو ایک فوج روانہ کی گئی۔ تو نانجراج کا بھائی اور حیدر علی دونوں اس کے سپہ سالار مامور کئے گئے۔

اس موقع پر اس سردار کا بھی تھوڑا سا حال بیان کر دینا خالی از لطف نہ ہوگا۔ جس کے باعث

حیدر علی اور اس کے بیٹے ٹیپو سلطان کو عروج حاصل ہوا۔ اورنگ زیب کے انتقال کے بعد جو ۱۷۰۷ء میں ہوا مغلوں کی قوت کا خاتمہ ہوگیا۔ چاروں طرف سے اُنکے دشمنوں نے زور باندھا اور انہیں دبانے لگے۔ اورنگ زیب کے جانشینوں میں کوئی لائق اور حوصلہ مند شخص نہیں تھا۔ اس سبب سے مغلوں کی قوت کو زوال ہونے لگا۔ یہانتک جنوبی ہند میں مغلوں کے جو صوبہ دار تھے وہ یا خود مختار بن بیٹھے اور یا مرہٹوں اور پٹھانوں کی فوج سے دب کر رہنے لگے۔ گویا ایک طرح پر ان کے حلقہ بگوش بن گئے۔

سب سے پہلے نظام الملک نے علم بغاوت بلند کیا۔ اور مغلیہ حکمرانوں کی حکومت سے نکلکر خود مختار بن بیٹھا۔ نظام الملک کی نسبت مشہور ہے کہ وہ خلیفہ ابوبکر کی نسل سے تھا۔ اُسکے دو بزرگ محی الدین بغدادی بانی خاندان فقرائے نقش بند۔ اور شیخ شہاب الدین سہروردی تھے۔ اتفاق سے ایک بڑے جابر صوفی اور ریش کامل گذرے ہیں۔ اُسکے خاندان کے چند لوگ تراج بغداد سے نقل وسکونت کرکے ریاست پتیہ لدیں قصبہ سمانا میں آبسے تھے۔ اس خاندان کا ایک شخص عابد خان عالمگیری فوج میں ایک عہدہ دار تھا اور جنگ گولکنڈہ میں مارا گیا۔ اُسکے بیٹے شہاب الدین عرف غازی کو شاہ دہلی نے گجرات کا صوبیدار مقرر کردیا۔ غازی کا بیٹا قمر الدین حسین قلیچ خان ۱۷۱۳ء میں نظام الملک کے لقب سے دکھن کا نائب سلطنت مقرر کیا گیا۔ اس طرح پر نظام الملک کے خاندان کی بنیاد پڑی۔

نسب نامہ خاندان نظام

خواجہ عابد قلیچ خان گورنر اجمیر

میر شہاب الدین عرف غازی الدین حاکم گجرات

سید قمر الدین اول نظام ۱۷۱۳ء [illegible]

- دختر — میر غازی الدین — مرد ناظم الملک بنگل علیخان — جد امجد نواب باونی
- میر نظام علیخان — حیدر نظام — [illegible]
- میر شجاع الملک صلابت جنگ
- میر آصف الدولہ صلابت جنگ — چہارم نظام — [illegible]
- میر محمد ناصر جنگ — دوم نظام — [illegible]

- ہدایت محی الدین مظفر جنگ — سوم جنگ — ۱۷۵۱ء [illegible]
- میر سبحان علی خان — فریدوں جاہ — دیگر پانچ فرزند
- میر اکبر علیخاں سکندر جاہ — ششم نظام — ۱۸۰۳ء–۱۸۲۹ء
- میر احمد خان علیجاہ

دوسرا خود مختار صوبہ دار جو مغلوں کی حکومت سے نکلکر خود مختار ہوگیا۔ نواب ارکاٹ تھا جب

اورنگ زیب بیجاپور اور گولکنڈا کی سلطنتوں کو زیر کر چکا تھا۔ تو اس نے قلعہ جنجی کے فتح کرنے کے لئے ایک بڑی بھاری فوج روانہ کی۔ فوج کا سپہ سالار ذوالفقار خان بنایا گیا۔ اور نائب سپہ سالار داؤد خان جنجی کا قلعہ جنوبی ارکاٹ میں پہاڑی پر واقع ہے یہ قلعہ نہایت مستحکم اور زبردست ہے۔ اس وقت اس قلعہ پر شیواجی کے بیٹے رام جی کا قبضہ تھا۔ یہ قلعہ ۱۶۹۸ء میں فتح کیا گیا تھا۔ لیکن چونکہ اس مقام کی آب و ہوا خراب تھی اس لئے پایہ تخت ارکاٹ میں رکھا گیا۔ صوبہ ارکاٹ کا صوبے دار قاسم خان مقرر کیا گیا لیکن اُسے ایک شخص نے قتل کر دیا۔ اسکے بعد ذوالفقار خان وہاں کا صوبے دار بنایا گیا اور اسکے بعد داؤد خان۔ داؤد خان ایک زبردست شخص تھا۔ اور دہلی میں تخت کے وارثوں میں نزاع پیدا ہوا تو شاہ عالم نے اُسے اپنی امداد کے لئے دہلی بلا لیا۔ اُس نے بڑی کوشش و جانفشانی کے ساتھ شاہ عالم کو تخت شاہی پر بٹھایا۔ اس کی غیر حاضری ارکاٹ کی صوبیداری محمد سعید عرف سعادت اللہ خان کے سپرد کر دی گئی تھی۔ یہ شخص ۱۷۱۰ء سے ۱۷۳۲ء تک بڑی کامرانی کے ساتھ حکمرانی کرتا رہا۔ لیکن اُس کے کوئی بیٹا نہ تھا۔ اس لئے اُس کی وفات پر مسند صوبیداری پر اسکا بھتیجا دوست علیخان بٹھایا گیا۔ دوست علیخان نے میسور پر چڑھائی کی۔ لیکن راجہ چکا کرشنا راج کے مقابلے میں منہ کی کھائی۔ دوست علیخان کے زمانہ میں اسکے داماد حسین دوست خان نے جو چندا صاحب کے نام سے مشہور ہے مکر و فریب کے ذریعہ سرزمین ترچناپلی پر قبضہ کر لیا۔ اور آخرکار انگریزوں کے خلاف فرانسیسیوں کی طرفداری کی دوست علی کے بعد ارکاٹ کی نوابی صفدر علی کو ملی مگر یہ شخص ۱۷۴۲ء میں قتل کر دیا۔ اُسکے صغیر سن بیٹے محمد سعید کو نظام الملک نے اُس کی جگہ ارکاٹ کا نواب بنا دیا لیکن اسے حریفوں نے ایک ہی سال کے اندر تہ تیغ کر دیا۔ اسکے بعد اُس کا اتالیق انوار الدین مرکو نظام الملک کی مدد سے ارکاٹ کی نوابی مل گئی۔

ارکاٹ کے نوابوں کا شجرہ

محمد سعید عرف سعادت اللہ خان ۱۷۱۰ء–۱۷۳۲ء

دوست علی خان جو سعادت اللہ خان کا بھتیجا تھا ۱۷۳۲ء–۱۷۴۰ء

- دختر جو حسین دوست خان عرف چندا صاحب کو بیاہی گئی تھی
- صفدر علیخان جو قتل کر دیا گیا ۱۷۴۰ء–۱۷۴۲ء

محمد سعید خان ۱۷۴۲ء–۱۷۴۴ء

انوار الدین ۱۷۴۴ء–۱۷۴۹ء

- والاجاہ محمد علی ۱۷۴۹ء–۱۷۹۵ء
  - عمدۃ الامرا ۱۷۹۵ء–۱۸۰۱ء
- محفوظ خان

ارکاٹ کے نوابوں کے علاوہ اور بھی مشہور اور زبردست مسلمان نواب تھے۔ مثلاً پٹھان خاندان کے نواب جو کڈاپا، کرنول۔ اور سوانور میں حکمرانی کرتے تھے۔ ان میں سے پہلے دو خاندان کا تو اُسوقت نام بھی باقی نہیں رہا۔ کیونکہ انکا چراغ گل ہو گیا۔ البتہ سوانور کے نواب کے خاندان میں ابھی تک حکمرانی چلی آتی ہے۔ صوبہ بمبئی میں ضلع دھارواڑ میں اس خاندان کے ایک شخص کے پاس پچیس ۲۵ مواضعات کی املاک اب بھی ہے۔ اسے نواب کا خطاب بھی حاصل ہے۔ اور املاک کی آمدنی کوئی ۳۰۰۰ پونڈ سالانہ ہے۔ آجکل ایک پونڈ برابر ہے پندرہ ۱۵ روپیہ کے۔ مزید برآں ایک ہندو راجہ بھی تھا جسکا نام مراری راؤ گھوڑپارہ تھا۔ مراری کے خاندان میں راجہ سندور ہے جس کی ریاست ۱۴۳ میل مربع اراضی میں ہے۔ اور صوبہ مدراس کے ضلع بلاری میں واقع ہے۔ آمدنی ریاست کو کوئی ۵۰۰۰ پونڈ ہے۔ یہ سب نواب اور مراری راؤ نام کے کئی اور نظام دکن کے ماتحت اور باجگذار تھے۔

ان سب متعلقہ واقعات سے جو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ ناظرین کو آئندہ واقعات کے سمجھنے اور ذہن نشین کرنے میں بڑی مدد ملے گی۔ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ قمر الدین جو نظام الملک تھا ۱۷۴۸ء میں مر چکا تھا۔ اس نے اپنے نواسے مظفر جنگ کو اپنا جانشین قرار دیا تھا لیکن اسکا بیٹا ناصر جنگ جو ایک صاحب حوصلہ شخص تھا۔ اسے یہ بات کب گوارا ہو سکتی تھی۔ کہ وہ تو نظام الملک کے منصب سے محروم کیا۔ اور اسکی بہن کا بیٹا نائب سلطنت کی مسند پر بیٹھ کر حکمرانی کرے اور اُسے اسکا ماتحت اور حلقہ بگوش رہنا پڑے۔ اس سے ناصر جنگ اور مظفر جنگ دونوں میں نظامت کے لئے جھگڑا ہوا۔ خوش قسمتی سے ناصر جنگ اپنے باپ کی وفات کے وقت دکن میں موجود تھا اور مظفر جنگ شاہ دہلی کے دربار میں تھا۔ اس لیے موقع پا کر ناصر جنگ مسند نظامت پر بیٹھ گیا۔ اس نے نوابان کڈاپا، کرنول، سوانور اور مراری راؤ سے امداد مانگی۔ مزید برآں اس نے راجہ میسور سے بھی مدد کی درخواست کی جو بجائے نام نظام کا باجگذار تھا ارکاٹ سے محمد علی اور انگریزوں کی طرف سے میجر لارنس صاحب معہ ایک فوج کے ناصر جنگ کی امداد کے لئے روانہ کئے گئے۔

دوسری طرف سے مظفر جنگ کی سپاہ تیار ہوئی۔ اسکی مدد پر چندا صاحب مدد کے لئے آمادہ ہو گیا۔ فرانسیسیوں نے جو انگریزوں سے خائف تھے ایک فوج مظفر جنگ کی مدد کے لئے ڈوپلے کی زیر کمان روانہ کی۔ اس موقع پر ہم انگریزوں اور فرانسیسیوں کے باہمی تنازعہ کو قصداً نظر انداز کئے دیتے ہیں کیونکہ اسکا تعلق مظفر جنگ اور ناصر جنگ کے باہمی تنازعہ سے نہیں ہے اگر ناظرین میں سے کوئی صاحب ان دونوں یورپین اقوام کے باہمی جھگڑوں اور انکے نتائج کی تاریخ سے واقفیت

حاصل کرنی چاہیں تو وہ ہسٹری آف دی فرینچ ان انڈیا مصنفہ کرنیل میلیسن صاحب کے ملاحظہ فرمائیں۔
البتہ اس مضمون کے متعلق صرف اس قدر بیان کافی ہوگا کہ فرانسیسی ہندوستان میں اپنی حکومت
قائم کرنی چاہتے تھے۔ انہوں نے اس کی بنیاد تو ڈالدی تھی۔ اور جنوبی ہند کی فرمانروائی حاصل کرلی تھی۔ اُس
ملک میں اُن کا دور دورہ تھا۔ ان کا گورنر ڈوپلے ایک بڑا اعلیٰ مدبر تھا۔ اگر اسے اپنے ارادوں میں
کامیابی نصیب ہوجاتی تو آج ہندوستان میں فرانسیسیوں کا جھنڈا لہراتا ہوتا۔ لیکن اُسکی سرکار نے
اُس کی تجاویز سے بے اعتنائی کا برتاؤ کیا۔ کچھ تو اس سبب سے اور کچھ دیگر یورپین اقوام اور خصوصاً انگریزوں
کی رقابت سے اُسے اپنے منصوبوں میں کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ اور سلطنت کا خواب جو اُسنے دیکھا تھا پراگندہ
ہوگیا۔ فرانس کی سرکار نے ڈوپلے کو ہندوستان سے ۱۷۵۴ء میں واپس بلالیا۔ اور اُسے مورد الزام
قرار دیا۔ وہ چند ہی سال بعد مغموم دل شکستہ اور مفلوک الحال مرا۔

انگریزوں اور فرانسیسیوں نے ناصر جنگ اور مظفر جنگ کی امداد ان کے حقوق کی [illegible]
بلکہ اس خیال سے کہ وہ ان کی امداد کے صلہ میں اُنکے فوائد کو ترقی دیں۔ ڈوپلے اچھی طرح جانتا تھا
کہ نظام ایک خاص صوبے اور نواب ارکاٹ اس کا ماتحت۔ وہ جب چاہے اُسے تخت سے اتار دے۔ البتہ
چندا صاحب ایک حقدار اور جائز فرمانروا تھا۔ اس لئے اُس نے چندا صاحب کی طرفداری کی۔ چندا صاحب
ڈوپلے کا ممنون احسان تھا۔ کیونکہ اُس نے اس کے خاندان کے ساتھ پانڈیچیری میں اچھا سلوک کیا
اور اُسے مرہٹوں کی قید سے رہائی دلائی۔ چندا صاحب کی خاطر سے ڈوپلے نے مظفر جنگ کی حمایت
کی۔ اور وہ بھی محض اس خیال کی بنا پر کہ شاید ایسا کرنے سے وہ انگریزوں کے اقتدار و رسوخ کو جنوب
ہند میں کوئی صدمہ پہنچا سکے۔ اس کی ساری چال یہی تھی۔

ادہر انگریزوں نے ناصر جنگ اور اُسکے جانشین محمد علی کی امداد کا بیڑہ اس لئے اُٹھایا کہ شاید اُن کی
اس کارروائی سے ڈوپلے کے اقتدار اور رسوخ کو نقصان پہونچ سکے۔

آخرکار دونوں حریفوں کا میدان جنگ میں مقابلہ ہوا۔ اور پہلے ہی معرکہ میں ناصر جنگ کو فتح
نصیب ہوئی۔ اُسکی کامیابی کا ایک گونہ سبب فرانسیسی سپاہ کی بغاوت تھی۔ مظفر جنگ شکست
کھا گیا لیکن گرفتار کرلیا گیا۔ البتہ چندا صاحب ہاتھ نہ آیا۔ اور بھاگ کر پانڈیچیری جا پہونچا۔ لڑائی
ختم ہونیکے بعد ناصر جنگ آرکاٹ کے قلعہ میں چلا گیا۔ لیکن اُسکے تھوڑے ہی عرصہ بعد ڈوپلے نے
[illegible] کرنیل بسی کے [illegible] سے قلعہ جنجی پر قبضہ کرکے پٹھان نوابوں کو پھر اپنی طرف مائل کرلیا اور
ناصر جنگ کو پھر میدان جنگ میں اُترنا پڑا۔ ایک معمولی جنگ واقع ہوئی جس میں کڑاپا کے نواب نے ناصر جنگ

فریب سے قتل کرایا۔ اور فرانسیسیوں نے مظفر جنگ کو نظام دکن تسلیم کر لیا۔ محمد علی بھاگ کر ٹرچناپلی پہونچا
اس موقع پر سپاہ میسور نے مردانگی کے خوب ہی جوہر دکھائے۔ اس موقع پر حیدر علی نے اپنے رفیق فرمانروا ایدر کی
مدد سے نظام الملک کے خزانہ کو لوٹ لیا۔ اور فی الفور وہاں سے چلدیا اور میسور جا پہونچا۔

حیدر علی پھر ۱۷۵۱ء میں میدان جنگ میں نظر آیا۔ اس وقت میسور کی ایک رسالہ کا کمانیر ہو کر دلوائی
کے حکم سے محمد علی کی مدد کو گیا تھا جس نے ٹرچناپلی کو راجہ میسور کو دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اسوقت جو جنگ
چھڑی تھی۔ وہ ۱۷۵۴ء میں ایک صلح نامہ کی رو سے جو فرانسیسیوں کے حق میں مفید تھا ختم ہوئی
لیکن اس جنگ میں میسور کی سپاہ کے کمانیر نانراج نے دونوں پیچ خوب اچھی طرح کھیلے۔ وہ انگریزوں
اور فرانسیسیوں دونوں سے ملا رہا۔ مگر آخر کو بالکل فرانسیسیوں کی طرف ڈھل گیا۔ اس نے ٹرچناپلی کے حاصل
کرنے کے لیے بہت سارا روپیہ خرچ کیا مگر اسے اپنے ارادوں میں ناکامی ہی ہوئی اور محمد علی کی دغابازی سے ناخوش
ہو کر وہ ۱۷۵۵ء کو میسور کو واپس چلا گیا۔

اس جنگ میں سب سے زیادہ نفع حیدر علی نے اٹھایا۔ علاوہ خزانہ حاصل کرنے کے اس نے انگریزوں
کی چند توپیں ٹرچناپلی اور تنجور کے بیچ میں گرفتار کر لیں۔ اور اپنی فوج کی طاقت کو بڑھا لیا۔
اب سے اس کی غیر تعلیم یافتہ اور بے قاعدہ فوج کے علاوہ اسکے پاس پندرہ سو سوار اور تین ہزار
پیادے ہو گئے۔ حیدر علی بذات خود جاہل مطلق تھا لیکن اسے خوش قسمتی سے ایک مرہٹہ برہمن
کھانڈے راؤ مل گیا۔ جو ایک تعلیم یافتہ شخص تھا۔ اس سے حیدر علی نے کچھ پڑھا لکھا اور اس نے
اسے لوٹ مار کرنے میں بھی بہت مدد دی۔

اگرچہ کھانڈے راؤ تعلیم یافتہ تھا۔ لیکن حیدر اپنی زبردست یادداشت اور دماغی قابلیت کے باعث
اُسے بہت سی باتوں میں مات کر دیا تھا۔ میسور کی سپاہ سارے جھگڑوں سے ۱۷۵۵ء میں علیحدہ
ہو گئی تھی۔ جس کے بعد ہی حیدر علی ونڈیگل کا فوجدار بنا دیا۔ ونڈیگل جو صوبہ مدراس کے ایک ضلع مدورا
میں واقع ہے۔ اُسے ان جھگڑوں کے واقع ہونے سے جن کا ذکر اوپر ہو چکا۔ کوئی دس سال پہلے
ریاست میسور نے حاصل کیا تھا۔ یہاں ایک زبردست قلعہ تھا۔ حیدر علی نے یہاں آنکر پانڈیچری
سے فرانسیسی سپاہی بلائے۔ اور ان کی مدد سے سامان جنگ کا ایک کارخانہ کھولا۔ اس نے اس
نواح کے سرداروں اور امیروں کو لوٹ کر بہت سی دولت جمع کر لی۔ اور اپنی فوج کی تعداد بہت
بڑھالی اس سے اس کی طاقت بہت بڑھ گئی۔ اور تھوڑے ہی عرصہ بعد وہ بیدنور قبضہ کر کے
میسور کا غاصب فرمانروا بن گیا۔

باب ۳

میسور پر پیشوا کا حملہ

سب شاہ میسور نانراج کی سپہ سالاری میں اُن جھگڑوں میں مصروف تھی۔ جن کا ذکر اوپر ہو چکا۔ تو نئے نظام صلابت جنگ نے کرنیل بسّے کی امداد سے جس کی جواں مردی کے فسانے اور کارنامے دکھن میں مشہور تھے۔ سرنگا پٹم پر چڑھائی کر کے بقایا خراج کی کے عوض ایک بڑی رقم طلب کی۔ اس رقم کا ایک ثلث بروقت تمام فراہم ہو سکا۔ یہ ایک ثلث اٹھارہ لاکھ کے برابر تھا۔ دیوراج وزیر ہر طرح پر کوشش کرتا رہا۔ کہ یہ رقم بھی جلد آوروں نہ دیجائے۔ لیکن جونہی کہ اسے یہ خبر ملی۔ کہ مرہٹے میسور پر چڑھائی کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ تو اُس نے خوف کے مارے کچھ لوٹ مار کے ذریعہ فراہم کیا۔ اور کچھ روپیہ کے عوض شاہی جواہرات لیکر نظام کے حوالے کر دیئے۔ مرہٹوں کی چڑھائی کی خبر درست نکلی۔ کیونکہ ۱۰ مارچ ۱۷۵۷ء کو بالاجی راؤ پیشوا ایکایک پایہ تخت میسور میں آکودا۔ اور اُن سے کچھ رقم کا مطالبہ کیا۔ جس میں سے ۵ لاکھ روپیہ اُسے فی الفور دیا گیا۔ اور باقی رقم کی کفایت میں چند اضلاع اس کے سپرد کر دیئے گئے۔

اسی اثناء میں دیوراج اور نانراج میں جھگڑا پیدا ہو گیا۔ جس کے باعث حیدر علی میسو طلب کیا گیا۔ جب وہ وہاں پہونچا۔ تو فوج کو تنخواہ وقت پر نہ ملنے کے باعث بغاوت پر بالکل آمادہ پایا۔ اُس نے فوج کو بڑی مشکل سے اور چکنی چپڑی باتوں کے ذریعہ قابو میں کیا۔ جن لوگوں کے حقوق اور دعاوے سچے تھے ان کو روپیہ دیا۔ اور ۴ ہزار سپاہ کو تخفیف میں ڈالدیا۔ اور انکے باغیوں کو گرفتار کر کے اُن کا مال و متاع ضبط کر لیا۔

جب مرہٹوں کی سپاہ اپنے ملک کو واپس چلی گئی تو حیدر علی نے بمشورہ چند رفیقوں کے پونہ کی مالگذاری ادا کرنے میں ڈھیل کی۔ اس پر پیشوا ناراض ہو گیا۔ اور اُس نے ایک جماعت کثیر گوپال ہری کی سپہ سالاری میں روانہ کیا۔ کہ وہ ریاست میسور کو پیشوا کے ملک میں شامل کر لے۔ یہ [illegible] کا واقعہ ہے۔ گوپال ہری نے میسور کی سرزمین میں داخل ہونے اور اس کا الحاق کرنے کے بعد بنگلور کا محاصرہ کر کے سرنگا پٹم اور چیناپٹم پر قبضہ کر لیا۔ اسوقت حیدر علی نے جو میسور کی سپاہ کا سپہ سالار تھا۔ اپنے ایک افسر لطف علی بیگ کو مامور کیا۔ کہ وہ اچانک چیناپٹم کا محاصرہ کر لے۔

پیشوا نے حیدر علی کے کہنے پر عمل کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گوپال ہری نے بنگلور کا محاصرہ اٹھا دیا۔ اس کے بعد کچھ عرصہ تک دونوں فوجیں ایک دوسرے سے لڑتی بھڑتی رہیں لیکن آخرکار مرہٹہ راجہ اپنے حریف اور مدمقابل حیدر علی کی چالوں اور چستی و پھرتی سے عاجز آگیا اُس نے اپنی فوج واپس بُلالی۔ مگر اس شرط پر کہ ریاست میسور بتیس لاکھ روپیہ اُسے مصارف جنگ کے عوض ادا کرے۔ سولہ لاکھ روپیہ تو جبریہ ٹیکس لگانے سے بہت جلد وصول ہوگیا اور باقی سولہ لاکھ کا ذمہ حیدر علی کی طرف سے مرہٹہ ساہوکاروں نے لے لیا۔ اور ضلع پونہ حیدر علی کو خراج وصول کرنے کے لئے دیا گیا۔ جب مرہٹوں کی سپاہ واپس چلی گئی۔ تو حیدر علی سرنگاپٹم پہونچا۔ اور وہاں کے راجہ سے فتح حیدر بہادر کا خطاب حاصل کیا۔ یہ خطاب حیدر علی کو اسکی حسن خدمات کے صلہ میں عطا کیا گیا تھا۔ اس سے پہلے وہ صرف حیدر نائک نام سے مشہور تھا۔ مگر خطاب ملنے کے بعد وہ اس خطاب کو اُن تمام باتوں کے ساتھ استعمال کرتا رہا جو اُس نے دوسروں کو عطا کی تھیں۔

شجرۂ خاندان پیشوا

بالاجی وشوناتھ ساکن سری واردھن واقع چپلون [illegible]ء

- باجے راؤ بلال ۱۷۲۰–۱۷۴۰ء
  - بالاجی باجے راؤ ۱۷۴۰–۱۷۶۰ء
    - وشواس راؤ ۱۷۶۱ء — جنگ پانی پت میں مارا گیا
    - مادھو راؤ ۱۷۶۱–۱۷۷۲ء — معزول کیا گیا
    - نرائن راؤ ۱۷۷۲–۱۷۷۳ء — قتل کیا گیا
      - مادھو راؤ نرائن ۱۷۷۴–۱۷۹۵ء
  - رگھوناتھ راؤ عرف رگھوبا ۱۷۷۳–۱۷۷۲ء
    - باجے راؤ رگھوناتھ ۱۷۹۶–۱۸۱۸ء — معزول کیا گیا
      - دھوندھو پنت عرف نانا صاحب یہ متبنٰی تھا۔ انگریزوں سے ۱۸۵۷ء کے غدر میں باغی ہوگیا تھا
- چمناجی

باب ۴

حیدر علی کا زعد پکڑنا اور فتح بیدنور

صفیر من رانجہ جب کرشنا راج والئے میسور نابالغ کی نا لیاقتی میں بہت کچھ پریشان ہوگیا اس نے حیدر

بھی حاصل کر لیا۔ مگر اس کی والدہ بیوہ رانی کو ہر دم یہی فکر لگی رہتی تھی۔ کہ کسی طرح پر وزیر نانزراج کی طاقت کو ضعف پہونچائے۔ تا کہ ملک کی حکومت اسکے بیٹے کو ملجائے۔ حیدر علی اُس وقت سپاہ میسور پر پورا قابو یافتہ ہو گیا تھا۔ رانی نے اُسکی ذات سے فایدہ اُٹھا کر نانزراج کو برطرف کرنے کی تدبیر سوچی۔ یہ بات ایک مشیر کھانڈے راؤ کی مدد سے اُسے حاصل بھی ہو گئی۔ لیکن دراصل فوج کی سپہ سالاری حیدر علی کے ہاتھوں میں تھی۔ جو نصف ریاست کی مالگذاری بھی وصول کیا کرتا تھا اس لئے راجہ کو اگرچہ نانزراج کے پنجہ سے خلاصی ہو گئی۔ تاہم اسے ایک دوسرے شخص (حیدر علی) کا دست نگر بن کر رہنا پڑا۔

جب رانی نے دیکھا۔ کہ میرے بیٹے کی وہی مثل ہوئی۔ کہ ایک آفت سے نکل کر دوسری میں مبتلا ہو گیا۔ تو اس نے کھانڈے راؤ سے مشورہ لیا۔ اور یہ قرار پایا کہ مرہٹوں کی امداد بغیر کامیابی مشکل ہے۔ چنانچہ اس کے لئے کارروائی کی گئی۔ اور ایک موقع پر جب حیدر علی سرنگاپٹم میں تھا۔ اور اس کی بہت سی سپاہ مغربی گھاٹ کے بالائی حصہ میں مصروف کارزار تھی تو اُس پر یکایک چڑھائی کی گئی۔ اگرچہ حیدر علی بے خبری میں دشمنوں میں محصور ہونے کے باعث گھبرا گیا۔ تاہم اس نے اپنے حواس کو جمع کر کے وہاں سے بھاگ جانے کی تدبیر سوچی۔ اور اپنے خاندان کو وہیں چھوڑ کر بیچا تمام معہ چند جاں نثاروں یا رفیقوں کے گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگ آیا۔ جو بیس گھنٹے میں ۹۰ میل طے کر گیا۔

حیدر علی کو اپنی زندگی میں یہ ایک بڑا نازک موقع پیش آیا تھا۔ اس کا مال و زر اور توپخانہ سب کچھ غنیم کے قبضہ میں آ گیا۔ اسے صرف اُس فوج سے کچھ توقع تھی۔ جو اس کے سالے مخدوم علی کی سپہ سالاری میں ضلع آرکاٹ میں جنگ کر رہی تھی۔ فریبی کھانڈے راؤ نے حیدر علی ہی کی بد نام و نمود اور مال و دولت پیدا کئے تھے۔ اُس وقت اُس نے ارادہ کر لیا تھا۔ کہ حیدر علی کی فوج آرکاٹ ہی سے تباہ و پامال کرے۔ مگر حیدر علی کا نصیب زوروں پر تھا۔ اسکے اقبال کا ستارہ چمک رہا تھا جب کھانڈے راؤ مرہٹوں کی امداد سے حیدر علی کی سرکوبی کی فکر کر رہا تھا تو پیشوا کی فوج احمد شاہ ابدالی کی سپاہ سے میدان پانی پت میں جنگ کر رہی تھی۔ یہ سنہ ۱۷۶۱ء کا واقعہ ہے۔ کھانڈے راؤ اپنے منصوبے کا منتظر رہا تھا۔ کہ پانی پت سے پیشوا کی شکست کی خبر آئی۔ اس لئے مرہٹہ سپاہ جو ریاست میسور میں وسیا جی پنڈت کی سپہ سالاری میں مقیم تھی۔ وہ فی الفور پونہ طلب کی گئی۔ کھانڈے راؤ حیدر علی صرف یہی قرار کرا سکا کہ وہ بارہ محل کا ضلع اور تین لاکھ روپیہ سالانہ میسور کو دیگا۔ حیدر علی نے جو

ادا کر دیا۔ لیکن بارہ محل پر راجہ میسور کا قبضہ ہرگز نہ ہو سکا۔

جب حیدر علی کے سر پر سے آفت ٹل گئی۔ اور اسے کچھ اطمینان حاصل ہوا۔ تو وہ مع فوج کے کھانڈے راؤ پر چڑھ آیا۔ اسوقت کھانڈے راؤ نان جان گڈ میں تھا جو سرنگا پٹم سے کو اسٹیں میل جانب جنوب واقع تھا۔ آخرکار حیدر علی کو شکست ہوئی۔ اسوقت حیدر علی نے نانراج سے جو سابق میں ریاست میسور میں وزیر اعظم تھا امداد طلب کی۔ مگر وہ شخص صاحب اختیار نہ ہونے کے باعث حیدر علی کو دلوائی یعنی سپہ سالار کا خطاب تک نہ دے سکتا تھا۔

حیدر علی نے ایسی وفاداری کا اظہار کیا۔ اور نانراج کو وہ سبز باغ دکھایا کہ اُس نے حیدر علی کو دلوائی کا خطاب دے دیا۔ خطاب کا ملنا تھا کہ حیدر علی نے سرنگا پٹم کی سپاہ سے مسلح سرکی ٹھان لی۔ مگر کھانڈے راؤ نے اس کا داؤ نہ چلنے دیا۔ اور حیدر علی کی تباہی میں کوئی کسر باقی نظر آنے لگی۔ لیکن اُسوقت حیدر علی نے ایک بڑی ہی بیس بہا چال سوچی۔ اُس نے نانراج کیطرف سے نانراج کی سپاہ کے افسروں کے نام جعلی خطوط روانہ کئے۔ کہ حسب قرارداد سابقہ کھانڈے راؤ کی اطاعت قبول کر لو۔ اور یہ خط اُس نے سیدھے کھانڈے راؤ کے پاس بھجوا دیئے۔ خطوں کے پڑھتے ہی کھانڈے راؤ کے دل میں شبہ پیدا ہوا۔ کہ کہیں اسکے خلاف کوئی سازش تو نہیں ہو رہی ہے یا کی گئی ہے۔ اس لیئے وہ نانراج کی فوج کو چھوڑ چھاڑ سیدھا سرنگا پٹم بھاگ گیا۔

کھانڈے راؤ کے فرار ہونے کی خبر سنتے ہی حیدر علی نے اسکی فوج پر دھاوا بولدیا۔ اور آسانی کے ساتھ فتح حاصل کر کے سامان جنگ مال و اسباب۔ توپوں پر قبضہ کر لیا۔ کھانڈے راؤ کی پیدل پلٹنیں اپنے آپ حیدر علی کی اطاعت قبول کر کے اس کی طرف ادھر بن گئیں۔ اسکے بعد حیدر علی چند ماہ تک ان قلعوں کے زیر کرنے میں جو پہاڑی درّوں کے دامن میں واقع تھے اور جن پر کھانڈے راؤ کا قبضہ تھا مصروف رہا۔

ان معرکوں کے دنوں میں اس نے اپنی فوج اور رفیقوں کی تعداد بہت کچھ بڑھا لی۔ اور جب وہ اپنی طاقت کو مضبوط کر چکا۔ تو اُس نے سرنگا پٹم کے سامنے اپنی سپاہ کو دریائے کاویری کے کنارے جا کر مقیم کیا۔ چند دن تک بیکار پڑے رہنے کے بعد اُس نے ایک دن مع فوج کے دریا کو عبور کر کے دھاوا بول دیا۔ اچانک کھانڈے راؤ کے لشکر کو جا دبایا۔ کھانڈے راؤ کی سپاہ غنیم کی بے وقت چڑھائی سے گھبرا اُٹھی۔ اور ادھر اُدھر کو بھاگ نکلی اور تھوڑی ہی دیر بعد اُس نے حیدر علی کو اپنا سردار تسلیم کر لیا۔

اس کے بعد حیدر علی نے راجہ میسور سے نامہ و پیغام کیا۔ اور جو کچھ چاہتا تھا اُسے طے کر کے راجہ کے ذاتی اخراجات کا کفیل ہو گیا۔ اور اس سے درخواست کی۔ کہ غریبی کھانڈے راؤ اُس کے رحم پر اس کے حوالہ کر دیا جائے۔ حیدر علی کی محل کی مستورات نے بھی کھانڈے راؤ کی سفارش کی مگر کسی کی ایک نہ چلی۔ حیدر علی نے اُن سے کہا۔ کہ میں اُس کی اس طرح مزاجداری اور خاطر کروں گا جس طرح کہ کوئی شخص طوطے کی کرتا ہے۔ اس لئے کھانڈے راؤ کے حاضر ہونے پر اپنے وعدے کے موافق جو محل کی مستورات سے کیا تھا۔ کھانڈے راؤ کو ایک آہنی پنجرے میں بند کر دیا جہاں آخیر دم تک محبوس رہا۔ اُسے روزمرہ چاول اور دودھ کھانے کے لئے دیا جاتا تھا۔

نظام صلابت جنگ ایک اُوسط قابلیت کا آدمی تھا۔ اسکے دو چھوٹے بھائی تھے ایک بسالت جنگ اور دوسرا نظام علی خان۔ نظام علی خان نے صلابت جنگ کو ۱۷۶۱ء میں معزول کر کے قید کر دیا۔ بسالت جنگ سرحد میسور پر ضلع ادونی کا حاکم تھا۔ وہ بھی اپنی حدود سلطنت کو وسعت دینے کی تاک میں لگا ہوا تھا۔ اُس نے قصبہ سیرا پر قبضہ کر لینے کا ارادہ کیا۔ لیکن چونکہ کئی سال سے اس پر مرہٹوں کا قبضہ تھا۔ اور ان کے مقابلہ میں بازی لے جانا ایک دشوار بات تھی اس لئے اس نے ہاسکوٹی پر جو بنگلور سے بہت نزدیک تھی چڑھائی کی۔

حیدر علی کو یقین کامل تھا۔ کہ وہ سیرا پر اگر قبضہ کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا۔ اسلئے اُس نے بسالت جنگ کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ تین لاکھ روپیہ لے کر اُسے سیرا کا نواب مقرر کر دے اور ساتھ حیدر علی خان بہادر کا خطاب بھی عطا کرے۔ مگر بسالت جنگ صاحب اختیار نہ تھا۔ اس لئے وہ اسے یہ خطاب عطا نہیں کر سکتا تھا۔ تاہم جب ہی حیدر علی نے کھلم کھلا یہ خطاب اپنے نام ساتھ استعمال کرنا شروع کر دیا۔

خیر بسالت جنگ نے سیرا پر بھی قبضہ کر لیا اور جب قبضہ کر چکنے کے بعد وہاں سے چلا گیا تو حیدر علی نے چکبالاپور راید رگ۔ ہریان ہلی۔ اور چیتل درگ کے خود مختار سرداروں کو اپنا مطیع بنانا چاہا۔ اسمیں اسے خاطر خواہ کامیابی حاصل ہو گئی اور مذکورہ بالا سرداروں نے اسکی اطاعت قبول کر لی اور اُسے خراج دینے پر راضی ہو گئے۔

جب حیدر علی کا لشکر چیتل درگ کے قریب پہنچا ہوا تھا تو اس نے ایک شخص نے مدد مانگی اور کہا کہ حیدر علی سے راجہ بیدنور کی گدی پر بٹھا دے تو اسے اسکی خدمات کے صلہ میں بہت کچھ دیا جائیگا۔ بیدنور اس پہاڑی ملک جسے ملناڈ کہتے ہیں اور جو کلادی ناگوں کا ملک کہلاتا ہے مغرب کو واقع ہے۔

بیدنور جو اس زمانہ میں ایک چھوٹا سا موضع ہے وہ میسور کے شمال و مغرب میں واقع ہے اور پہلے زمانہ

بیرح دو بھائیوں کا ملک تھا۔ ان دونوں بھائیوں نے سنہ ۱۵۶۰ء کے قریب وہاں ایک خزانہ پایا تھا کدہ بی آجکل میسور کے شمال مغرب میں ایک چھوٹا سا موضع ہے دونوں بھائیوں نے اُس زمانہ کی وحشیانہ رسم کے مطابق انسان کی قربانی کر کے وجیانگر کے راجہ سے یہ حصہ ملک کا حاصل کیا تھا۔ اُن کی اولاد نے پایہ تخت دس میل جنوب کو رک کاری میں مقرر کیا۔ جہاں کہ اُس وقت جبکہ اطالیہ کا مشہور سیاح پیٹرو ڈیلا والی سنہ ۱۶۲۳ء کے قریب ہندوستان کی سیر کو آیا تھا اور اُس نے اس حصہ ملک کی بھی سیر کی تھی۔ وینکاٹپا نائک حکومت کرتا تھا۔

یہ سردار فرقہ لنگایت (ہندوؤں کا وہ فرقہ جو شیو جی کے لنگ یعنی عضو تناسل کی پرستش کرتا ہے) میں سے تھا۔ ڈیلا والی نے اس فرقہ کی عجیب و غریب رسوم بیان کی ہیں۔ ڈیلا والی پرتگالی سفیر کا پاس بیٹھے ہوئے تھا۔ جس کے اشتیاق کے مارے لوگ اس کی دعوتیں کیا کرتے تھے۔ اُس نے ان دعوتوں میں بارہا وہ ناچ دیکھا۔ جسے کولاٹم کہتے ہیں۔ اس ناچ کو جوان لڑکیاں ناچتی ہیں انکے ہاتھوں میں لکڑیاں ہوتی ہیں۔ جسے وہ ناچتے وقت ایک دوسرے کے مارتی جاتی ہیں وہ ناچتے میں تھک کر کھاتی جاتی ہیں۔ یہ ناچ کورگ میں اب بھی ناچا جاتا ہے۔

جب وجیانگر کے خاندان پر زوال آیا۔ اور اس کی طاقت کا شیرازہ پراگندہ ہونے لگا تو ریکے کاری بھی ایک غیر محفوظ ملک ہو گیا۔ اور سواپا نائک جو اس وقت رک کاری میں حکمرانی کرتا تھا اُس نے اپنا پایہ تخت بیدنور میں قائم کیا۔ یہ سنہ ۱۶۴۰ء کا واقعہ ہے۔

بیدنور کوہستانی ملک کے بیچوں بیچ واقع تھا۔ اُس کے چاروں طرف گھنا جنگل تھا۔ نائک نے شہر کے باہر بہت دور تک چوکیاں قائم کیں جس سے یہ مسکن ایک باقاعدہ فوج کیلئے قریباً ناممکن التسخیر ہو گیا۔ اس ملک میں گھوڑے تو پل سکتے تھے۔ لیکن اُن کیلئے سامان مثلاً چارہ وغیرہ میسر نہیں آ سکتا تھا۔ نائک نے تمام دروں پر فوجی گارد مقرر کر دیئے جو نہ صرف حملہ آور کو روکنے کیلئے مقرر کئے گئے تھے۔ بلکہ چنگی کا محصول بھی جمع کرتے تھے۔

سواپا نائک ایک منتظم شخص تھا جس نے عملی طور پر زمین کی حالت معلوم کرنے کی کوشش کی۔ اور اس کے لئے اس نے کئی کئی قسمیں ایک ایک زمین میں بوئیں۔ اور پیداوار اور نرخ بازار کی حیثیت کے موافق وہ زمین کا محصول معقول طریقہ میں مقرر کر سکا۔ اس کے عہد میں قصبہ کی آبادی اور رونق اور دولت ترقی پر تھی۔ یہاں تک کہ اس کا پایہ تخت نگر کہلانے لگا جس نام سے وہ آجتک مشہور ہے۔

اس کی سلطنت نہ صرف مالنڈ تک محدود تھی۔ بلکہ اُس میں وہ میدان بھی شامل تھا جو پہاڑی
دروں کے نیچے واقع تھا۔ اور مغرب کی جانب ساحل سمندر تک چلا گیا تھا۔ اس میدان کا نام کنارا
ہے۔ اصل میں اس کی حکومت کا رقبہ دس ہزار میل مربع تھا۔ مگر اٹھارہویں صدی عیسوی کے
شروع میں اس ملک کے حکمران کا کا وجسے نائک کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ عظمت و اقتدار [illegible]
میسور سے کہیں زیادہ تھا۔

مالنڈ نائک اس محصور ملک میں جو چاروں طرف سے محفوظ اور بے کھٹکے تھا۔ دو سو سال تک
بڑے اطمینان کے ساتھ حکمرانی کرتے رہے۔ مگر نائک سوایا کی وفات کے بعد انہوں نے اپنے ملک سے
بڑھانے کی کوشش نہیں کی۔ ۱۷۵۵ء میں نائک سوایا چولا ولد تھا فوت ہوگیا۔ اس نے اپنے خاندان
کے ایک لڑکے کو جو نابالغ تھا متبنٰے بنا لیا تھا۔ اس متبنے کا نام چنیا سوایا تھا۔ اُسے بیوہ رانی اور اس
کے عاشق نے قتل کر دیا۔ مگر بعد میں ایک شخص تخت کا دعویدار بنکر حیدر علی کے پاس امداد طلب کرنے
گیا۔ اور اس نے بیان کیا کہ میں وہی شخص ہوں جس کا قتل کیا جانا بیان کیا جاتا ہے میں رانی اور اس کے
عاشق صادق کے پھندے سے نکلکر چلا گیا تھا۔

حیدر علی خاندانی حقوق کو نظر حقارت سے دیکھتا تھا۔ وہ بڑا ہی حریص اور لالچی تھا۔ اُس نے
اس موقعے سے فایدہ اٹھانا چاہا۔ یعنی اس شخص کو گدی پہ بٹھانے کے بہانے سے بیدنور پر فوج
لیکر چڑھ گیا۔ وہ ۱۷۶۳ء کے شروع میں ایک مہم تیار کر کے چلدیا۔ اور شموگا پر قبضہ کر کے جہاں اُسے
چار لاکھ روپیہ ہاتھ لگا کسی کی طرف بڑھا۔ کسی میں اُسے سابق فرمانروا کا وزیر قید میں ملا۔ اس
شخص کی رہبری اور رہنمائی سے حیدر علی اس جنگلی ملک میں ہوکر پایہ تخت تک پہونچا جو کسی اور
پایہ تخت کے بیچ میں واقع ہے۔

رانی نے حیدر علی کی چڑھائی کا حال سُنا اور اُس پر ایک قسم کی حیرت سی چھا گئی۔ اور اس نے
بھاگ جانے کا ارادہ کر لیا۔ اُس نے حیدر علی کو فوج واپس لے جانے کی غرض سے دو مرتبہ بہت
سا روپیہ نذر کیا۔ مگر حیدر علی نے قبول نہ کیا۔ بلکہ فوج کو آگے ہی بڑھاتا لے گیا۔ یہاں تک کہ
رانی مارے خوف کے وہاں سے بھاگ گئی۔ اور بلال رائے درگ پہونچی۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ
وہ بلال رائے درگ نہیں۔ بلکہ کولارگ بھاگ گئی تھی۔

حیدر علی نے اپنے رہبر کے کہنے کے مطابق ایک چھوٹا سا حملہ کرنے کا حکم دیا اور خود
فوج لے کر ایک پوشیدہ راستے سے نکلکر شہر میں جا پہونچا۔ وہاں اس وقت تمام شہر میں ہلچل پڑ گئی

جنگل کی طرف بھاگ گئے۔ رانی کی گارد نے حملہ آور کا مقابلہ کرنا نہ چاہا۔ بلکہ مایوسی کے عالم میں اُس نے محل میں آگ لگا دی۔ حیدر علی کو معلوم تھا۔ کہ اس شہر میں دولت بیشمار ہے اِس لئے اُس نے بڑی مستعدی کے ساتھ کوشش کر کے آگ بجھائی۔ اور شہر کے خاص مکانوں اور محل میں قفل لگوا دیئے حیدر علی کو اس شہر میں سے ایک کروڑ بیس لاکھ روپیہ کا مال ملا۔ اور اسی رقم سے اُس نے اپنی آئندہ شان و عظمت کا منہ دیکھا۔ اُس نے بلال الٹے ورگ سے رانی اور اُس کے عاشق کو گرفتار کر کے منگا لیا اور اس کا اور اس کے بھتیجے سوماسیکارا کا فیصلہ کیا۔ اُس بھتیجے کو اُس نے ریاست میسور کے مشرقی حصہ یعنی ایک پہاڑی قلعہ مدگیری میں مقرر کر دیا۔

حیدر علی نے بیدنور کا نام حیدر نگر رکھا۔ اور وہاں اُس نے اپنے پایۂ تخت مقرر کرنے اور ایک ٹکسال کھولنے کی تجویز کی۔ ایک محل اور ایک اسلحہ خانہ بھی تجویز کیا گیا۔ اور ساحل سمندر پر جہازوں کے بنانے اور مرمت کے لئے ایک بندر اور کارخانہ بھی کھولا جانا تجویز کیا گیا۔ لیکن وہاں بیمار ہو گیا۔ لوگوں نے سازش کر کے قتل کا ڈھنگ ڈالنا چاہا۔ اُس نے تین سو سازشیوں کو قتل کرا دیا۔ اور بغاوت بھی رفع کر دی۔ لیکن اُسے بعد میں غور و فکر سے معلوم ہوا۔ کہ اُس چھوٹی سی جگہ میں رہنے سے میسور خاص سے اس کا رعب اور داب اٹھ جائے گا۔ اسلئے وہاں پایۂ تخت مقرر کرنے اور دیگر باتوں کی تجویز ملتوی کی گئی۔

باب ۵

مرہٹوں کا دوسرا حملہ میسور پر

حیدر علی خوب جانتا تھا کہ مرہٹوں کو سر آنے نکال دیتے اور بصالت جنگ کی طرف سے نواب کا چھوٹا لقب حاصل کرنے کے باعث اُس سے خفا۔ اور پیشوا دونوں ناخوش ہو گئے تھے حیدر صاحب نے فرانسیسیوں کی مدد سے اپنی سپاہ کو کسی آنے والی جنگ میں نام و نمود فتح حاصل کرنے کے قابل بنانے کے لیئے بہت کوشش کی تھی۔ حیدر علی نے اسکی آڑ لینے کا ارادہ کیا۔ اُس نے سرزمین سندا کو جو بیدنور کے شمال میں واقع تھی۔ فتح کر کے حیدر صاحب کی امداد کر کے ... بالاجی باجی راؤ کی وفات پر اس کا بیٹا مادھو راؤ پیشوا ہوا۔ یہ ۱۷۶۱ء کا واقعہ ہے۔ وہ ایک قابل اور

جفاکش فرمانروا تھا۔ اور حیدر علی کو یہ بھی معلوم تھا کہ اس نے اس کی جو کچھ حقارت کی تھی اسے وہ ہرگز گوارا نہیں کر سکتا تھا۔ وہ حیدر علی سے ضرور اس کا بدلہ لیتا۔

مادہوراؤ نے گدی پر بیٹھتے ہی فوجی تیاریاں شروع کیں۔ اور اُس نے حیدر علی کے پاس پیغام بھیجا کہ جس قدر ملک اُس نے غضب کر لیا ہے مائس پر سے اپنا قبضہ اُٹھالے۔ دریائے تنگبھدر کے اس کنارہ پر نواب سوانور کا قلعہ دھاروار واقع تھا۔ حیدر علی نے مادہوراؤ کی فوجی تیاریوں کا حال سنکر نواب سوانور سے التجا کی۔ کہ وہ اسکا طرفدار ہو جائے۔ لیکن جب اس میں کامیابی نہ ہو سکی تو حیدر علی نے قلعہ دھاروار پر چڑھائی کر کے نواب سوانور کا سارا ملک تحس نحس کر دیا۔ اور دھاروار پر قبضہ کر لیا

مادہوراؤ پیشوا کو حیدر علی کی اس حرکت پر اور بھی غصہ آیا۔ اُس نے میراج کے فرمانروا گوپال راؤ کو حیدر علی کی سپاہ پر حملہ کرنے کے لئے مجبور کیا۔ حالانکہ گوپال راؤ فوج کثیر لیکر میدان جنگ میں آیا تھا لیکن حیدر علی کی قلیل مگر جانباز فوج کے مقابلہ میں اُس نے شکست فاش کھائی۔

مادہوراؤ پیشوا نے گوپال راؤ کی شکست پر ایک بڑی بھاری فوج حیدر علی کو زیر کرنے کے لئے روانہ کی۔ حیدر علی نے بھی جب جنگ ٹلتی نہ دیکھی۔ تو اپنی سپاہ کو میدان میں لاکر کھڑا کر دیا۔ دونوں فوجوں کا مقابلہ رٹی ہلی کے میدان میں ہوا جو سوانور کے جنوب میں واقع ہے۔ حیدر علی کے پاس فوج بڑی تو اعد دان اور جانباز تھی۔ لیکن مقدار میں مرہٹہ سپاہ کے مقابلہ میں کوئی دسواں حصہ تھی اس لئے حیدر علی کو شکست نصیب ہوئی۔ اور اسکی سپاہ کا ایک بڑا حصہ میدان جنگ میں کام آیا اس جنگ میں حیدر علی پر سخت آفتیں نازل ہوئیں۔ وہ دل شکستہ ہو ایک رسالہ کے ساتھ بھاگکر بیدنور پہنچا اگرچہ موسم برسات کے شروع ہو جانے سے مادہوراؤ کی فوج اسکا تعاقب نہ کر سکی تاہم اس نے کچھ دن بعد دریائے تنگبھدر کو عبور کر کے حیدر علی کو چاروں طرف سے محصور کر لیا۔ یہ دیکھکر حیدر علی نے اپنے خاندان اور خزانہ کو سرنگا پٹم روانہ کر دیا۔ اور مادہوراؤ سے صلح کا جویاں و طالب ہوا۔

مادہوراؤ نے صلح مندرجہ ذیل شرایط منظور کر لی۔ کہ

(۱) حیدر علی اُس ملک کو فرمانروا مرار بی راؤ کا تھا اُسے اُس کے حوالہ کر دے۔

(۲) سوانور پر مرہٹوں کا قبضہ ہو جانا چاہیئے۔

(۳) بتیس لاکھ روپیہ اخراجات جنگ کے عوض حیدر علی کو دینا چاہیئے۔

(۴) حیدر علی کے قبضہ میں سیرا اور وہ ملک جو اُسے پالیگاروں سے فتح کیا ہے رہنا چاہئے

باب ۶

ملابار کا فتح کیا جانا

اگرچہ حیدر علی کا ستارہ اس وقت معرض زوال میں نظر آتا تھا۔ تاہم اُس نے نئے ملک فتح
کرنے کا منصوبہ باندھا۔ مرہٹوں کی فتح کے باعث میسور کے جنوبی حصہ میں بغاوت ہو گئی تھی
حیدر علی نے بڑی کوشش و جانفشانی سے اس بغاوت کو بہت جلد فرو کر دیا۔ اور جونہی کہ
اسے ذرا اطمینان حاصل ہوا۔ اُس نے ملابار پر اس حیلہ سے قبضہ کرنے کا ارادہ کیا۔ کہ وہ پہلے
ریاست بیدنور کا ایک حصہ تھا۔ اہل یورپ اس قطعہ ملک سے پہلے پہل ڈاسکوڈی گاما کی سیاحت
کے باعث واقف ہوئے تھے۔

اس سرزمین کا نام دراصل کرالا تھا۔ جنوبی ہند کے لوگ کہتے ہیں۔ کہ اس سرزمین پر
ایک فرمانروا کا قبضہ تھا۔ جس کا نام پیرومل چیرامن بتایا جاتا ہے۔ یہ فرمانروا دراصل چیرا
خاندان کا نائب الملک تھا۔ چیرا خاندان کے قبضہ میں وہ ملک تھا۔ جو مغربی گھاٹ کے مغرب کو واقع
ہے۔ اور جس کی شمالی حد ضلع شمالی کنارا کے مقام گوکرنم سے لیکر جنوبی حد تا قدرلس تک
تھی۔ کرالا کا نائب ملک ۸۲۶ء میں مسلمان ہو کر مکہ کو چلا گیا۔ روانگی کے وقت اس نے اپنے
ملک کو اپنے سرداروں میں تقسیم کر دیا تھا۔

اس نے چیراکل کے سردار کو اپنے ملک کا شمالی حصہ اور اپنا تاج وعصا دیا تھا۔ دینیات کے
سردار کو جس کا لقب پوتایا وار تھا۔ اور جو ٹراونکور کے راجاؤں کا جد امجد ہوا ہے اس نے جنوبی حصہ
دیا تھا۔ پیرم پتایا کے سردار کو اُس نے جو اس کا بیٹا تھا۔ کرچین دیا تھا۔ اور زمورن کو اپنی تلوار اور
اس قدر ملک بخشے میں کہ ایک کتے کے کاؤں کاؤں کرنے آواز سنائی دے سکے۔

جنوبی ہند کے اس حصہ میں ملایا زبان بولی جاتی ہے۔ جو تامل زبان سے بہت کچھ مشابہ ہے
اس ملک میں زمانہ قدیم سے یہ دستور چلا آتا تھا کہ فرمانروا کا بیٹا یا بیٹی اس کے بعد گدی پر نہیں
بیٹھتا تھا۔ بلکہ بہن کا بیٹا یا بیٹی۔ اور اگر بہن کی اولاد نہیں ہوتی تھی۔ تو عورتیں فرمانروا بنائی
جاتی تھیں۔ زمانہ قدیم سے آجتک اس ملک میں ایک عجیب رسم چلی آتی ہے کہ نیر قوم کی ایک عورت

کئی بھائیوں کی بیوی بن کر رہتی ہے۔ جب ایک بھائی اُس سے ہم بستر ہوتا ہے تو اپنی جوتیاں دروازے
پر اتار جاتا ہے جس سے دوسروں کو معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ مشترکہ بیوی کیساتھ ہم بستر ہے۔ یہ رسم
اُن میں پانڈوں سے آئی تھی۔ جن کی ایک بیوی درو پدی تھی۔

اہل عرب اس حصہ ملک کے لوگوں سے قدیم زمانہ سے تجارت کرنے لگے تھے جس کے باعث
اس ملک میں اسلام پھیل گیا تھا۔ اور وہاں کی نسل مخلوط ہو گئی۔ وہ نیم عرب اور نیم ہندی تھی
اور ان کا لقب مایلا پڑ گیا تھا۔ مایلا بعضوں کے خیال کے موافق ما (والدہ) اور پلا سے نکلا ہے اور بعضوں
کی رائے کے موافق موفا اور پلا سے نکلا ہے کیونکہ اُن کے خیال سے اس قوم کے باپ اہل عرب تھے
اس قوم کے لوگ بڑے جفاکش مگر متعصب اور دیوانے ہوتے ہیں۔

چیرا کل کال جسے کولات تیری بھی کہتے ہیں۔ اس کے سردار کا ایک شخص باغی ہو رہا تھا
اسکا نام علی رضا تھا۔ اور وہ قصبہ کنانور میں حکمرانی کرتا تھا۔ وہ اپنے سردار کی غلامی سے نکلکر خود مختار
ہونا چاہتا تھا۔ اس لیے اُس نے حیدر علی کو اپنی مدد کے لیے بلایا۔ حیدر علی کی فوج نے ۱۷۵۵ء میں
زموریں کے خلاف راجہ پالا گھاٹ کی مدد فوج سے کی تھی۔ اس وقت زموریں نے بھی حیدر علی کی
فوج سے کام لیا تھا۔ اور اس کے صلہ میں حیدر علی کو بہت سا روپیہ دینے کا وعدہ کیا تھا جو اس وقت
تک ادا نہیں ہو سکا تھا۔ حیدر علی نے ان دونوں باتوں کے باعث اس ملک پر چڑھائی کر دی
لیکن راستہ ایک گھنے جنگل میں ہو کر تھا اور نیر قوم اسکی فوج کے گذرنے میں مزاحم ہوئی جس کے
باعث فوج کا بہت کچھ نقصان ہوا۔ لیکن بہ دشواری تمام وہ اس ملک سے نکلکر کالی کٹ جا پہنچا
اور زموریں نے اسکی اطاعت قبول کر لی۔ اس پر حیدر علی اس سے مہربانی سے پیش آیا۔ آخر [illegible]
فوجی اخراجات کے لیے مانگا۔ مگر اسے کسی وجہ سے زمورین کی طرف سے شبہ ہو گیا کہ وہ دغا بازی
کریگا۔ اس لیے اس نے کالی کٹ پر قبضہ کر لیا۔ اتفاق سے زمورین کو روپیہ ادا کرنے میں دیر لگی
اس لیے حیدر علی نے اُسے اور اس کے وزیر کو قید کر لیا۔ اور وزیر پر سخت عذاب کیے۔

زمورین نے اس خوف سے کہ کہیں اسکے ساتھ بھی تشدد نہ کیا جائے اپنے مکان میں آگ
لگا لی اور اُس میں جل کر مر گیا۔ کوچین اور پال گھاٹ کے سرداروں نے بھی فی الفور اطاعت قبول
کر لی۔ حیدر علی نے کالی کٹ کے قلعہ میں فوج مقرر کر کے کویمبتور کا رخ کیا۔ ابھی اُسے وہاں سے
ہٹے ہوئے کوئی تین ماہ گذرے تھے کہ نیر قوم نے سر اٹھایا۔ جس کے باعث اُسے وہاں جلد واپس آنا پڑا۔
حیدر علی کے سپہ سالار رضا صاحب نے نیر قوم کی بغاوت کا حال سنتے ہی کوچ کر دیا اور

ان کی سرکوبی کے لیے چل دیا۔ مگر جب وہ اُن کے ملک میں پہونچا۔ تو اُنہوں نے اُسے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ جس کے باعث وہ نہ آگے بڑھ سکا اور نہ پیچھے ہٹ سکا۔ اگرچہ برسات کے باعث ملک میں سیلاب آرہا تھا۔ اور فوج کو گلے گلے پانی میں ہو کر اور پہاڑوں پر سے گذرنا پڑا۔ لیکن حیدر علی انکے ملک میں جا پہونچا۔ نیر قوم کے باغیوں نے ایک جگہ مورچہ باندھ رکھا تھا۔ اور اسکے پیچھے ایک جماعت کثیر تاک میں لگی ہوئی تھی۔

جس وقت حیدر علی کی ہاری تھکی فوج اُس مورچہ کے قریب پہونچی تو باغیوں نے اچانک اُس پر حملہ کیا۔ لڑائی شروع ہوئی۔ مگر حیدر علی کی بہت سی فوج کٹ گئی۔ حیدر علی کی فوج میں ایک فرانسیسی افسر تھا۔ وہ بڑا مرد میدان اور قابل سپہ سالار تھا۔ اس نے شکست خوردہ فوج میں سے ایک دستہ انتخاب کیا۔ اور اسے لیکر نیر قوم کا مقابلہ کیا۔ اور فوج کو اس طریقہ سے لڑاتا رہا کہ باغیوں کو شکست ہو گئی۔

جب حیدر علی نے باغیوں پر فتح پالی تو اُس نے ظلم سے کام لیا۔ جس قدر باغی جنگ میں گرفتار کیے گئے تھے۔ اُن سبھوں کو بڑی بے رحمی سے قتل کرا دیا۔ اور پھانسی دلوائی۔ بقیوں کو قید کر کے وہ میسور کے میدان میں لے گیا۔ جہاں پہونچتے پہونچتے سینکڑوں جانیں تکلیف اور فاقہ کشی کے مارے ضائع ہو گئیں۔

باب (۷)

مرہٹوں کا پھر میسور پر حملہ کرنا

راجہ چکا کرشنا راج ۱۷۶۶ء میں فوت ہو گیا۔ حیدر علی نے اس کے بڑے بیٹے نانراج کو اسکی جگہ گدی پر بٹھایا۔ مگر اسے کسی قسم کے اختیارات نہ دیئے۔ جب وہ میسور واپس آیا۔ تو اسے معلوم ہوا کہ نانراج خود مختار ہو جانے کی فکر میں ہے۔ اس پر حیدر علی نے اسکی ذاتی جاگیر کو ضبط کر لیا۔ اس کے محل کو لٹوا دیا۔ اور اسکے خانگی امور کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

حیدر علی کو اس وقت یہ نہ سوجھا۔ کہ میسور کا حکمران بنتے ہی اُس پر سارے مرہٹے جنہوں نے اسے ۱۷۶۵ء میں شکست فاش دی تھی پھر چڑھ آئینگے۔ اسکی کوتاہ اندیشی کا نتیجہ یہ نکلا کہ

اس پر چڑھ آیا۔ مادھوراؤ نے نظام سے میل کر لیا۔ اور فوج لیکر حیدر پر حملہ کرنیکے لئے چلا۔
اگرچہ حیدر علی نے نواب ارکاٹ کے بڑے بھائی محفوظ خان کو اس کے پاس کچھ شرائط لیکر روانہ کیا
لیکن اُس نے ایک نہ مانی۔ بلکہ آگے ہی کو بڑھتا چلا گیا۔

جب حیدر علی نے دیکھا کہ غنیم چڑھا چلا آتا ہے۔ تو اُس نے اسکے روکنے کی تدبیریں اختیار
کیں۔ تالابوں کے پشتے توڑ دیئے۔ اور کنوؤں میں زہر گھلوا دیا۔ اور کسانوں کو ملک سے بھگا کر
کھیتوں کو اُجاڑ ڈالا۔ تاکہ پانی اور رسد کی کمی کے باعث غنیم خود ہی لوٹ جائے لیکن غنیم نے بھی
ہمت نہ ہاری۔ بلکہ کوشش کر کر کے وہ سیرا جا پہنچا۔ جہاں حیدر علی کا بہنوئی میر علی رضا
خان حکمرانی کرتا تھا۔ علی رضا خان نے اپنی کمزوری کے باعث مادھوراؤ کے سامنے سر جھکا دیا اور قلعہ
حوالہ کر دیا۔ اور اس کے صلہ میں گرم کنڈا کا ضلع منظور کر لیا۔ وہ حیدر علی سے پھر گیا۔ اور مرہٹہ
غنیم سے جا ملا۔ حیدر علی کو اسکی اس دغا بازی سے بڑی ہی مایوسی ہوئی۔

اس وقت حیدر علی کے حواس باختہ کسی طرح جمع نہیں ہو سکتے۔ اور نہ اُسے کوئی تدبیر بن
آتی تھی۔ سوچتے سوچتے اس نے مادھوراؤ کے ایک معتمد سردار اپاجی رام کے پاس پیغام بھیجا کہ
وہ مادھوراؤ کو کسی طرح واپس لے جائے۔ اگر وہ ایسا کرا دے۔ تو مادھوراؤ کو تیس لاکھ روپیہ دیا جائیگا
جس کا نصف اُس نے پیشتر بھیج ہی دیا۔ روپیہ کی مار بڑی ہوتی ہے۔ اس نے ۱۵ لاکھ روپیہ لیا اور
باقی ۱۵ لاکھ کی عوض کولار کا ضلع اپنے قبضہ میں کر لیا۔ تھوڑے ہی دن بعد باقی ۱۵ لاکھ بھی
ادا کر دیا گیا۔ اور مادھوراؤ اپنے ملک کو واپس چلا گیا۔

باب (۸)

نظام اور حیدر علی کی انگریزوں پر چڑھائی

جنگ ۱۷۶۷ء-۱۷۶۹ء

پیشوا کا دوست نظام جو مرہٹوں کے لعبہ میں خلوت سے نکل کر جلوت میں آیا۔ وہ اپنی مہم
سے کوئی نفع نہ اٹھا سکا۔ اس کے ہاتھ کچھ بھی نہ لگا۔ کیونکہ مرہٹے پہلے ہی گھر کر چکے تھے۔ اگرچہ
نظام کی انگریزی فوج تھی۔ لیکن جلوت میں آنے پر اسے معلوم ہوا کہ انگریزوں کے ساتھ دوستی تو

دے۔ اور اس ملک کے لوٹنے کے لئے جو گھاٹ کے اُس پار تھا حیدر علی کو اپنا رفیق بنائے اس نے حیدر علی کو اپنی طرف ملا لیا۔ اور جب تک حیدر علی سامان نہ کر سکا۔ تب تک وہ مختلف حیلوں سے انگریزوں کی دوستی کو بالائے طاق رکھنے کی فکر کرتا رہا۔ سامان ہوتے ہی اس نے ان سے یک لخت بگاڑ کر لیا۔

حیدر علی اور نظام کی مشترکہ فوج میں ۴۲۸۶۰ سوار ۲۸۰۰۰ پیادے اور ۱۰۹ توپیں تھیں ان کو ساتھ لیکر دونوں زیریں ملک میں اُتر گئے اور جاتے ہی کرنیل جوزف اسمتھ پر جو سرحد کی حفاظت کے لئے معہ ایک فوج کے وہاں مقیم تھا۔ دھاوا بولدیا۔ حیدر علی نے انگریزی فوج کا سامان رسد بیچ میں روک دیا۔ لیکن اس کے کہنے پہ دونوں کی فوج نے ملکر انگریزی فوج پہ چنگامہ میں حملہ کیا۔ مگر انگریزی سپاہ نے خوب ہی مردانگی کے ساتھ دونو حملہ آوروں کا مقابلہ کیا۔ جس میں حیدر علی اور نظام کی بہت سی فوج میدان جنگ میں کام آئی۔

اسی اثناء میں کرنیل وڈ صاحب کو حکم ملا کہ فوج ترچنا پلی سے بڑھا کر تو ملاقی جلی جائے جہاں ارکاٹ نے مدراس گورنمنٹ کو سامان رسد ملنے کا یقین دلایا تھا۔ مگر در اصل وہاں کچھ بھی سامان نہیں مل سکتا تھا۔ اور وہ جگہ غیر محفوظ بھی تھی۔ کرنیل اسمتھ نے ایک لڑائی حیدر علی سے لڑنے کے بعد وہاں سے کوچ کر دیا۔ تاکہ سامان جنگ مہیا کر سکے اور کرنیل وڈ سے جا ملے۔

دو انگریز افسروں کی ماتحت سپاہ میں ۱۰۳۰ سوار ۵۸۰۰ پیادے اور ۱۶ توپیں تھیں اُس پہ حیدر علی اور نظام دونوں ساتھ ساتھ انگریزی سپاہ پہ حملہ کرنے کیلئے بڑھے اور تری نو ملائی سے چھ میل کے فاصلے پر ٹھیرے جہاں حیدر علی نے ایک زبردست مورچہ تیار کرا لیا۔ آخر کار ۲۶ ستمبر ۱۷۶۷ء کو دونوں سپاہ کا میدان جنگ میں مقابلہ ہوا اور باوجودیکہ حیدر علی اور نظام کے پاس فوج زیادہ تھی اور لڑائی میں میسور کے رسالے نے بڑی بہادری دکھلائی لیکن فتح انگریزوں کی رہی اور انکے دشمن میدان سے بھاگتے وقت ۶۴ توپیں چھوڑ گئے اور مقتولوں کی تعداد جو جنگ میں کام آئے۔ حیدر علی اور نظام کی طرف ۴۰۰۰ سو تھی۔

موسم برسات نکلتے ہی حیدر علی نے جھٹ پٹ تیروپاتر اور وانیاں باڑی پر قبضہ کر کے امبر کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ مگر کپتان کیلورٹ نے اس وقت تک کرنیل اسمتھ کیساتھ کمک آگئی اس کا مقابلہ کیا۔ نئی انگریزی فوج جو ویلور سے کرنیل اسمتھ کے ساتھ آئی تھی۔ اُس نے وانیاں باڑی کے میدان میں حیدر علی کی فوج پہ حملہ کیا جسے خالی کر کے حیدر علی وہاں سے چلے

چلتے وقت اس نے سنا کہ ایک بڑی رسد انگریزوں کی طرف جارہی ہے۔ اُس نے اُس پر
راستہ میں حملہ کردیا۔ مگر معرکہ میں اس کے کئی افسر کام آئے۔ اور خود اس کا گھوڑا مارا گیا۔ اور
بمشکل اپنی جان بچا سکا۔

حیدر علی ایک تو اپنی شکست کے باعث جنگ جاری نہ رکھ سکا۔ دوسرے نظام کی دغا بازی
سے اُسے بڑی مایوسی ہوئی۔ کیونکہ انگریزوں نے جونہی کہ نظام کے پاس پیغام بھیجا کہ ایک بڑی
انگریزی فوج کرنیل پیچ کی زیر کمان اسکے ملک پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کی جاتی ہے۔ تو اُس نے
حیدر علی کی دوستی کو خیرباد کہہ کر اسے معرض خطر میں چھوڑ دیا اور خود الگ ہوگیا۔ نظام نے پھر سے
انگریزوں کے ساتھ صلح کرلی اور شمال کی طرف کو چلا گیا۔ مگر حیدر علی نے اپنا توپخانہ لیکر اپنے
بیٹے ٹیپو کی زیر کمان آگے روانہ کیا۔ اور خود اس کے پیچھے پیچھے چل دیا اور وہاں سے اتر کر مغرب
کی طرف بڑھ کر ساحل پر قبضہ کرے۔ اسکی غیر حاضری میں مالابار کے نیر فرقے نے انگریزوں کی
تحریک سے علم بغاوت بلند کردیا۔ انگریزوں نے ایک فوج بھی ان کی ہمت بڑھانے کے لیے روانہ
کی جس نے منگلور جا پہونچا۔ اور اس پر آسانی کے ساتھ قبضہ کرلیا۔ انگریزی فوج وہاں بھیجی
ہوئی سے اور سامان رسد۔ توپیں اور خزانہ بھی چھوڑ گئی۔ اسکے بعد حیدر علی اپنے صدر مقام
کو واپس چلا گیا۔ اور راستہ میں بیدنور ہوتا ہوا گیا۔ جہاں کے زمینداروں نے انگریزوں کو سامان
رسد دیا تھا۔ اُس نے اُن سے تاوان وصول ہوگیا۔

جب حیدر علی مشرقی سرحد پر سے چلا گیا۔ تو انگریزوں نے ایک بڑی فوج روانہ کرنے کا
قصد کیا۔ جسے یہ حکم دیا گیا۔ کہ وہ ان مقامات پر جو بارہ محل میں واقع ہیں۔ اور دندیگل تک پھیلے گئے
ہیں اور جن پر حیدر علی نے قبضہ کرلیا ہے۔ انگریزوں کا قبضہ کرادے۔ اس کام پر کرنیل وڈ
مامور کیا گیا۔ اُس نے ایک ایک کرکے سارے قلعوں پر قبضہ کرلیا۔ پھر آگے بڑھ کر کرنیل سمتھ
کی فوج سے جا ملنے کی کوشش کی۔ کرنیل اسمتھ کرشنا گری پر قبضہ کرنے کے بعد ٹیپو کی طرف
بڑھتا جاتا تھا۔ اُس نے مولیا گل۔ کولار اور ہوسکوٹ پر قبضہ کرلیا تھا۔

کرنیل اسمتھ کے ساتھ مدراس کونسل کے دو ممبر بھی تھے اور انہیں حکم دیا گیا تھا کہ جو ملک فتح
کیا جائے اسکی مالگزاری محمد علی نواب ارکاٹ کی [illegible] اور [illegible] کہ [illegible]
نواب محمد علی اس ملک پر حکمرانی کرنا چاہتا تھا جو حیدر علی سے چھینا جائے۔ مدراس گورنمنٹ
[illegible] قائم کرلی تھی۔ کہ بنگلور اور سرنگاپٹم پر چڑھائی کی جائے۔ اگرچہ [illegible]

ویکر کرنیل اسمتھ کے ساتھ ملابار گیا تھا۔
فوجی نقل و حرکت میں تاخیر ہونے کے باعث حیدر علی بنگلور جا پہونچا اور انگریزوں کے ہاتھ میں آ گیا۔ اُس نے وہاں پہونچتے ہی رات کو مراری راؤ کے لشکر پر چھاپہ مارا۔ مگر اس میں اُسے ناکامیابی رہی اس لیئے اُس نے اپنے خاندان اور خزانے کو سوا تورگ بھیجدیا۔ جو بنگلور سے ۸۰ میل مغرب کو ایک مضبوط مقام تھا۔ اُسے یقین کامل ہو گیا تھا۔ کہ بنگلور پر ضرور چڑھائی کی جائے گی۔
حیدر علی نے کرنیل وڈ کی فوج کی پیشقدمی کو روکنے کی کوشش کی۔ مگر اس میں اُسے کامیابی نہ ہوئی۔ اس لیئے وہ گھبرا کر وہاں سے بھاگا۔ اور کرم کوندا اپنے بہنوئی کے پاس پہونچا۔ اور اس سے مدد مانگی۔ وہاں سے مدد لیکر وہ کولار کی طرف بڑھا۔ اُسے یقین ہو چکا تھا کہ بنگلور پر حملہ کیا جائیگا اس لیئے اُس نے صلح کی درخواست کی۔ اور انگریزوں کو بارہ محل کا علاقہ واپس دینے اور ساتھ دس لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کیا۔ لیکن اس نے نواب محمد علی کو جس سے وہ سخت نفرت رکھتا تھا کچھ بھی نہ دینا چاہا۔ مگر انگریزوں نے قبول نہ کیا۔ بلکہ وہ اُس سے بھی زیادہ ملک مانگتے تھے۔ جتنا کہ وہ دینا چاہتا تھا۔ مزید برآں وہ اُسے نظام کو خراج دینے پر مجبور کرنے لگے اس لیئے پھر جنگ کی تیاریاں شروع ہوئیں۔
ہم ذکر کر چکے ہیں کہ کھونیا گل پر کرنیل اسمتھ نے قبضہ کر لیا تھا۔ جس کے بعد وہ مدراس چلا گیا تھا اس کی غیر حاضری میں کونسل کے دونوں ممبروں نے اسکی فوج کو وہاں سے ہٹا کر وہاں محمد علی کی فوج کو متقرر کر دیا جب حیدر علی کرم کوندا سے واپس تو اُس نے محمد علی کے کمانیر کو اپنی طرف ملا کر قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ اس پر کرنیل وڈ اس کے مقابلہ کے لیئے بڑھا۔ اسے حیدر علی کی موجودگی کی خبر نہ تھی۔ کرنیل وڈ نے قلعہ کے نچلے حصہ پر قبضہ کر لیا۔ مگر اوپر کے حصے پر نہ کر سکا۔ صبح ہوتے ہی پیچھے سے حیدر علی کی فوج نے چڑھائی کر دی۔ جس میں انگریزی سپاہ تباہ ہو گئی اور وہ میدان سے بھاگنے ہی کو تھی کہ کپتان برک چار کمپنیاں لیکر مدد کو آ گیا۔
اس موقع پر سپاہ میسور کو شبہ ہو گیا۔ کہ کرنیل وڈ کی مدد کے لئے کرنیل اسمتھ آ گیا کیونکہ کپتان برک نے اپنی سپاہ کو کرنیل اسمتھ کا نام زور زور سے لینے کی ہدایت کی۔ سپاہ میسور قریب تھا کہ پیچھے کو ہٹ گئی۔ جس سے کرنیل وڈ کو ایک اچھے موقع پر اپنی فوج کو جما دینے کا موقع مل گیا۔ مگر حیدر علی نے جو ایک بے چین طبیعت کا آدمی تھا۔ اور جنگ و جدل کا بھوکا کرنیل وڈ کی فوج

پھر جو ایک پہاڑی پر تھی اپنے رسالہ سے حملہ کیا۔ اس جنگ میں طرفین سے بے شمار آدمی مارے گئے۔ مگر حیدر علی کو کرنیل وڈ نے پسپا کر دیا۔ حیدر علی کی سپاہ کے پیچھے ہٹتے ہی کرنیل اسمتھ پاس سے مدد طلب کی مگر قبل اسکے کرنیل اسمتھ وہاں پہونچے۔ حیدر علی معہ سپاہ کے وہاں سے چلدیا۔

اس وقت انگریزوں کو معلوم ہوگیا۔ کہ حیدر علی کو وہ اپنی تھوڑی سی سپاہ سے مغلوب نہیں کر سکتے اور نہ بنگلور پر قبضہ کر سکتے ہیں۔ اور نہ حیدر علی کھلے میدان میں مقابلہ کریگا۔ کیونکہ وہ کبھی یہاں اور کبھی وہاں اپنے رسالہ سے اوپر چھاپے مارتا تھا۔ وہ جدھر کو نکل جاتا ادھر ہی ملک کو تباہ کر ڈالتا۔ تاکہ انگریزوں کو سامان رسد نہ مل سکے گورنمنٹ مدراس کو امید تھی باوجود رسد کی کمی اور فوج کی قلت کے کرنیل اسمتھ دشمن کو مغلوب کر سکتا ہے اور جب کرنیل اسمتھ کسی طرح بھی حیدر علی کو کھلے میدان میں مقابل ہونے پر آمادہ نہ کر سکا۔ تو گورنمنٹ مدراس اُس سے ناخوش ہوگئی۔ ادھر نواب محمد علی بھی انگریزوں کو وہ مدد نہ دے سکا جسکے دینے کا اُس نے اُن سے وعدہ کیا تھا۔

مذکورہ بالا وجوہات کے باعث گورنمنٹ مدراس نے کرنیل اسمتھ کو واپس بلا لیا۔ اور فوج کی کمان کرنیل وڈ کے سپرد کر دی۔ کرنیل اسمتھ کا میدان جنگ سے رخصت ہونا تھا کہ حیدر علی نے ہوسُر کا محاصرہ کر لیا۔ اس پر کرنیل وڈ نے بھاری توپوں اور سامان جنگ کو کپتان الگزینڈر کے پاس بنگلور میں چھوڑ کر جہاں وہ محمد علی کی سپاہ کی کمان کر رہا تھا ہوسر پر حملہ کیا۔ حیدر علی نے خبر پاتے ہی ہوسر کا محاصرہ اُٹھا دیا۔ اور کرنیل وڈ کی قیامگاہ اور بنگلور کے بیچ میں ایک مقام پر جا چھپا۔ اُس نے وہاں سے بنگلور پر یورش کی اور باوجود جانکاہ مقابلہ کے وہ انگریزی فوج پر غالب آیا۔ اور کرنیل وڈ کی توپیں اور گولہ بارود چھین کرلے گیا۔ جنہیں اس نے بنگلور پہنچا دیا۔ کرنیل وڈ زک کھاتے ہی وہاں سے پیچھے ہٹا تھا۔ کہ اُسے حیدر علی کی فوج نے چاروں طرف سے محصور کر لیا۔ اور اسکی فوج پر گولوں کا مینہ برسنے لگا۔ جس سے صفیں کی صفیں برباد ہوگئیں کرنیل وڈ بھاگتا جاتا تھا۔ اور حیدر علی کی فوج اُسے گھیر گھیر کر مارتی جاتی تھی۔ سامان جنگ کی کمی کے باعث دیسی سپاہ بالکل ہمت ہار گئی تھی۔ مگر میجر فٹزجیرلڈ جو وینکاٹاگیری میں موجود تھا کرنیل وڈ کی مدد کے لئے آموجود ہوا۔ جس سے اسکی سپاہ بالکل تباہ ہونے سے بچ گئی۔ اس شکست کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ کرنیل وڈ کو بھی مدراس واپس بلا لیا گیا۔ اور اُس کی جگہ کرنیل لینگ کو میدان جنگ کی سپاہ کی کمان سپرد کی گئی۔

جب انگریزوں کی طرف سے بنگلور پر قبضہ کرنے کے لئے یہ تدبیریں ہو رہی تھیں تو حیدر علی
نے اپنے نائب فضل اللہ خاں کو سرنگا پٹم ہٹی فوج بھرتی کرنے کے لئے روانہ کیا۔ تاکہ وہ انگریزوں
سے اچھی طرح بدلے سکے۔ جب فضل اللہ خاں کافی تعداد فوج کی بھرتی کر چکا۔ تو اسے حیدر علی
نے ماہ نومبر ۱۷۶۸ء کو ایک سپاہ کثیر کی کمان سپرد کرکے درہ مجل ہٹی پر روانہ کیا کہ وہ وہاں
انگریزوں کی چوکیوں کو تباہ کرکے اپنا قبضہ کرے۔ اور اس کے کوئی ایک ماہ بعد حیدر علی نے اپنی باقی
ماندہ فوج کا ایک بہت بڑا حصہ اس کی کمک کے لئے روانہ کر دیا۔

فضل اللہ خاں جب وہاں پہونچا۔ تو اس کا کسی نے مقابلہ نہ کیا۔ اور اس نے ان چوکیوں
پر قبضہ کر لیا۔ حیدر علی نے دوسری جانب سے ضلع کوئمبتور میں داخل ہو کر کرور پر قبضہ کر لیا
اور وہاں ارود پر دھاوا کیا۔ حیدر علی جب ارود پر چڑھا چلا رہا تھا تو کپتان نکسن نے یہ
سمجھ کر کہ فضل اللہ خاں چڑھائی کرکے آ رہا ہے اس کا مقابلہ کیا۔ گیا حیدر کی فوج نے جسمیں ۱۲ ہزار
سوار اور بہت سے پیادے تھے۔ کپتان نکسن کو شکست فاش دی۔ اسکی فوج میں کوئی ایسا
نہ رہا۔ کہ جس کے زخم نہ آئے ہوں۔ مزید برآں ایک بڑی جماعت خاک و خون میں تڑپ رہی تھی
حیدر علی نے آگے بڑھ کر ارود پر قبضہ کر لیا۔ انگریزی نائب کمانیر جو دنیامبادی میں مقیم تھا
اور جس نے اس معرکہ کے ایک سال پہلے یہ شرط کی تھی۔ کہ وہ جنگ میں شریک نہ ہوگا۔ اس پر
وعدہ خلافی کے صلہ میں حیدر علی نے چڑھائی کرکے اسے گرفتار کر لیا۔ اور سرنگا پٹم بھیجدیا۔
جہاں وہ فاقہ کشی اور مصائب کے باعث فوت ہو گیا۔ اس طرح پر حیدر علی کو وہ سارا ملک
جو مغربی گھاٹ کے جنوب میں واقع تھا۔ اور جس پر انگریزوں نے زبردستی قبضہ کر لیا تھا فتح کر لیا
اسکے بعد وہ ایک بڑی کثیر سپاہ لیکر مدراس پر چڑھائی کرنیکے لئے روانہ ہوا۔ انگریزوں کو بڑا ہی
خوف دامنگیر ہوا۔ اور کپتان برک صاحب کو اس کے پاس صلح کا پیغام دیکر روانہ کیا۔

جس وقت حیدر علی اور کپتان برک میں گفتگو ہوئی۔ تو اس نے یہ سمجھ کر کہ انگریزوں کی دوستی
میں زیادہ نفع ہے نہ کہ ان کی دشمنی میں شرائط صلح منظور کر لیں۔ مگر اس نے نواب محمد علی
کے ساتھ کوئی رعایت کرنے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ اس خود غرض نواب نے بلاوجہ اس کی رعایا
کو بہت دق کیا تھا۔ نواب محمد علی کا مدراس کی کونسل میں بڑا رسوخ تھا۔ اس لئے اس نامہ و پیغام اور
[illegible] گفتگو کا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ اس پر حیدر علی نے کپتان برک کو یہ لکھکر رخصت کیا کہ [illegible]
[illegible] پہونچتا ہوں۔ اور وہاں پر پہونچ کر گورنر صاحب اور کونسل کے [illegible]

اس کو غور سے سنوں گا۔"

حیدر علی ایک شیر دل اور نڈر شخص تھا۔ اُس نے ایک ترکیب سے انگریزوں پر اپنا رعب بٹھانا چاہا۔ اُس نے اپنی فوج کو دوسرے افسروں میں ہو کر واپس جانے کا حکم دیا۔ اور اپنے ساتھ ۶ ہزار سوار اور کچھ پیادے لیکر مدراس کی طرف بڑھا۔ اور ساڑھے تین دن میں ۱۳۰ میل طے کر کے مدراس سے پانچ میل اس طرف کو وہ سینٹ ٹامس پر جا پہونچا۔ یہاں پہنچ کر اُس نے انگریزوں کے پاس پیغام بھیجا کہ میں انکی شرائط سننے آیا ہوں۔ اس پر اسکے پاس ایم ڈیوپری کو روانہ کیا گیا۔ اور ملاقات کے بعد گفتگو شروع ہوئی۔

سب سے پہلی بات حیدر علی کی طرف سے یہ پیش کی گئی۔ کہ حیدر علی اور انگریزوں میں یہ شرط ہو جانی چاہیئے۔ کہ اگر مرہٹے دونوں میں سے کسی ایک پر چڑھائی کریں۔ تو دونوں ملکر اسکا مقابلہ کریں چنانچہ گفتگو ختم ہونے پر ۲۹ ماہ مارچ ۱۷۶۹ء کو ایک عہدنامہ ہو گیا جس کی رو سے ایک دوسرے کا ملک جس پر کہ جنگ میں قبضہ کر لیا گیا۔ واپس کر دیا۔ صلح کے وقت کروڑ پر نواب محمد علی کا قبضہ تھا۔ مگر صلح ہو جانے کے بعد اس پر حیدر علی کا قبضہ تسلیم کیا گیا۔

اس عہدنامہ میں جس قدر عقلمندی اور فہم و فراست کا اظہار حیدر علی کی جانب سے ہوا اُس سے صاف طور پر عیاں ہوتا ہے۔ کہ وہ ایک مادر زاد مدبر تھا۔ اور اس کی تدبیریں اور تجویزیں بڑی ہی زوردار اور معقول تھیں۔ مدراس گورنمنٹ کو اُسکے مقابلہ میں مدبرانہ حیثیت سے ہارنا پڑا۔

اس عہدنامے کے متعلق ایک دلخوش کن اور ظرافت آمیز بات جو ایک فرانسیسی مصنف نے حسد سے لکھی ہے یہ تھی کہ وہ حیدر علی کے ایما سے ایک تصویر ظرافتی تیار کر کے فورٹ سینٹ جارج کے پھاٹک پر لگائی گئی تھی۔ جس میں گورنر اور اُسکی کونسل حیدر علی کے پاؤں پر سر رکھے ہوئے تھے اور حیدر علی کے ہاتھ میں مسٹر ڈیوپری کی ناک تھی۔ جو ہاتھی کی سونڈ کی مانند بنائی گئی تھی۔ اور اُس میں سے روپیہ گر رہے تھے۔ کرنیل اسمتھ کے ہاتھ میں عہدنامہ تھا۔ اور وہ اپنی تلوار کو دو ٹکڑے کر رہا تھا۔

باب (۹)

مرہٹوں کی چوتھی چڑھائی میسور پر

[illegible]یزوں کے ساتھ عہدنامہ ہو جانے پر حیدر علی کو مرہٹوں کی چوتھی چڑھائی کا مقابلہ کرنے کیلئے

ریاں کرنی پڑیں۔ نظام علی نظام الملک کو اپنے بھائی صلابت جنگ کا کھٹکا لگا رہتا
۔ اُس نے اس کے خلاف حیدر علی کو آمادہ کیا۔ حیدر علی کو صلابت جنگ کی امداد اور دوستی
پر ایسا یقین ہو گیا۔ کہ اُس نے فوج کشی کر کے نوابان کڑپا۔ کرنول اور سیرا کے ماتحت امراء سے
ج وصول کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اُس نے ان ملکوں سے خراج وصول کر کے اپنا خزانہ بھر لیا۔ اور
پیشوا کی سپاہ کا مقابلہ کرنے کی تیاریاں کیں۔ اور ساتھ ہی انگریزوں سے امداد طلب کی۔ مگر
یزوں نے اس کی امداد نہیں کی۔ اس لیے حیدر علی کو تن تنہا مرہٹوں کے مقابلہ میں آنا پڑا۔
اگرچہ حیدر علی حوصلہ کر بیٹھا۔ لیکن وہ کھلے میدان میں مرہٹوں کی فوج کا مقابلہ نہیں کر سکتا
۔ اس لیے اپنے پایہ تخت کی طرف واپس چلا گیا۔ مگر ملک کو بالکل تباہ و تاراج کرتا گیا۔ اور جب
ے معلوم ہوا کہ مرہٹوں کے ہاتھوں اسکی شان و عظمت خاک میں مل جائیگی۔ تو اُس نے ان کے
ن صلح کا پیغام بھیجا۔ مادھو راؤ نے اس شرط پر پیغام منظور کر لیا۔ کہ حیدر علی ایک کروڑ روپیہ
ادا کرے۔ یہ رقم کچھ تو اُس خراج کے تاوان کے طور پر مانگی گئی تھی۔ جو حیدر علی نے
لوبہ بلا امراء سے وصول کیا تھا۔ اور کچھ خود میسور کے بقیہ خراج کے طور پر کیونکہ مادھو راؤ
باشاہ سلطنت بیجاپور کا وارث تھا۔ اس لیے میسور سے خراج وصول کر سکتا تھا۔
حیدر علی نے اس شرط کو منظور نہیں کیا۔ اس لیے مادھو راؤ فوج لیکر چڑھ آیا۔ اُس نے
مالی اور مشرقی اضلاع پر قبضہ کر لیا۔ اور خاص خاص قلعوں میں اپنی فوج تعینات کر دی۔ البتہ
باگل کے قلعہ پر دراز وقت کے ساتھ قبضہ کر سکا۔ کیونکہ وہ ایک مضبوط اور مستحکم قلعہ تھا۔ مگر
ن قلعہ پر بھی چیتل درگ کے پالیگار نے تین ماہ کی جانفشانی کے بعد قبضہ کر ہی لیا۔ مادھو راؤ
نے آدمی کہ جو قلعہ میں ملے سب کے ناک کان کٹوا دیئے۔ مگر کمانیر سردار خاں جو ایک
ر جانباز شخص تھا۔ اپنی دلیری کے باعث مادھو راؤ کے ہاتھوں ندامت اٹھانے سے بچ رہا۔
مادھو راؤ نے جس طرف کا رخ کیا۔ اسی طرف اُسے فتح نصیب ہوئی۔ لیکن وہ دوڑ بھاگ
ور فوج کشی کی تکالیف کے باعث بیمار ہو گیا۔ اور فوج کی کمان اپنے ماموں ترمبک راؤ کے
سپرد کر کے پونا چلا گیا۔ ترمبک راؤ نے اول تو گرم کونڈا فتح کیا۔ اس کے بعد مغرب کی طرف
بڑھ کر بہت سے مقامات پر قبضہ کر لیا۔ لیکن اسی اثناء میں جانباز حیدر علی نے بھی بہت سی
وج سوار اور پیادوں کی فراہم کر لی۔ جس کی مدد سے وہ اپنے ملک کو دوسرے کے قبضہ
میں جانے سے بچا سکا۔

سیرنگاپٹم سے کوئی بیس میل جانب شمال ایک پہاڑی پر ایک مندر ہے جسے میلوکوٹی
کہتے ہیں۔ حیدر علی نے ہندو اندرگ کے پاس کچھ نقد دکھلا کر اس مندر پر قبضہ کرنا چاہا۔ حیدر علی
اپنی فوج کو تو وہاں تک لے چلنے میں کامیاب ہوگیا۔ لیکن مرہٹہ فوج اس پر زبردست
پڑی۔ اس لئے اُسے وہاں سے چلے جانے کا ارادہ کیا۔ رات کو وہ وہاں سے ایک خفیہ
درے میں ہو کر سیرنگاپٹم کی طرف چل دیا۔ مگر اس روز اس نے شراب کثرت سے پی
تھی۔ مرہٹہ فوج کو جونہی کہ حیدر علی کی سپاہ کے چل دینے کی خبر لگی۔ اس نے تعاقب کیا
اور پیچھے سے گولوں کا مینہ برساتی ہوئی تعاقب میں لگ گئی۔ حیدر علی کی فوج بمشکل تمام
چرکولی کی پہاڑی پر پہنچی۔ لیکن اسے مرہٹوں کے رسالے نے آدبایا۔ اور کاٹ ڈالا۔

حیدر علی نے جو یہ حال دیکھا۔ تو اپنی جان بچا کر تن تنہا وہاں سے بھاگ گیا۔ اُدھر ایک نامی
فضل اللہ خاں بڑی دقت اور جانبازی کے ساتھ مرہٹوں کو چیر کر نکلا۔ اور دریائے کاویری
کو عبور کر کے مع تھوڑی سی سپاہ کے سیرنگاپٹم پہونچ سکا۔ یہ ۔ تاریخ ۱۷۷۲ء کا واقعہ ہے۔

مندر میلوکوٹی ایک بڑا متبرک اور دولتمند مندر تھا۔ وہ فرقہ سری ویشنو برہمنوں کا معبد تھا
مرہٹوں نے بعد میں آکر اسے خوب لوٹا۔ اس عرصہ میں حیدر علی نے اپنے پایہ تخت کو مضبوط
کر لیا۔ اگرچہ مرہٹوں نے اس کا محاصرہ کیا۔ اسے فتح نہ کر سکے۔ تاہم اسکے بہت سے ملک پر قبضہ
کر لیا۔ حیدر علی نے صلح کر کے پندرہ لاکھ روپیہ نقد دیا۔ اور باقی کے عوض کچھ اضلاع رہن کر
دیئے۔ اسی عرصہ میں اُسے معلوم ہوا۔ کہ میسور کا راجہ نانراج مرہٹوں سے ساز رکھتا ہے۔ اس لئے
اس نے اسے گدی سے اتار کر اسکی جگہ اسکے بھائی چامراج کو بٹھا دیا۔

باب (۱۱)

فتح کورگ

جونہی کہ حیدر علی کو مرہٹوں کی بابت سے بے فکری حاصل ہوئی۔ اس نے اپنے ملک کے دولتمند
لوگوں سے پھر خوب روپیہ وصول کیا۔ اور جب اسے یہ خبر پہونچی [illegible]
یہ جانشینی کے جھگڑے ہو رہے ہیں۔ تو اس نے اس موقع کو غنیمت [illegible]

انہیں ملک کے فتح کرنے لیئے مامور کیا۔ جس پر مرہٹوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ اور خود مالابار پر قبضہ کرنے
کے لیئے آمادہ ہو گیا۔ میسور اور مالابار کے بیچ میں ایک پہاڑی ملک واقع ہے۔ جسے کورگ کہتے
ہیں۔ حیدر علی نے یہ سمجھ کر کہ اس ملک کو فتح کرنے سے ۔ ساحل تک کا مالک ہو جائے گا
اس پر ۱۷۶۳ء میں چڑھائی کی۔

کورگ ایک خوبصورت کوہستانی ملک ہے۔ اس میں گھنے جنگل پائے جاتے ہیں۔ اس کی
مغربی حد مغربی گھاٹ ہے۔ اس میں ایک سخت جان اور جنگجو قوم رہتی تھی۔ اور ہر خاندان کا
مکھیا اس خاندان کا فرمانروا سمجھا جاتا تھا۔ وہ کسی سرزمین میں سے اپنے رشتہ داروں اور غلاموں
کے رہا کرتا تھا۔ اس ملک راجاؤں کا مذہب لنگایت تھا۔ اور وہ اپنے کو ذات کا برہمن
بتلاتے تھے۔ کورگ سترھویں صدی کے شروع تک ایک خود مختار ملک بنا رہا۔ اور لوگ اپنے
سرداروں کے فرمانبردار رہے۔ لیکن سترھویں صدی کے شروع میں ایک ناری خاندان کا ایک
ایک شخص ایک فقیر کے بھیس میں کورگ میں جا کر آباد ہوا۔

اس گندم نما اور جو فروش شخص نے رفتہ رفتہ لوگوں میں اپنا رسوخ بڑھایا۔ اور انکو اپنا
مطیع و معتقد بنا لیا۔ لوگ اس کی بڑی قدر و منزلت کرنے لگے۔ وہ اسے معقول تحائف دینے
لگے جس کے باعث وہ بڑا دولتمند ہو گیا۔ اور جب وہ کافی قدر و اقتدار حاصل کر چکا تو اس نے اپنے
کو ہالیری کا فرمانروا بنا لیا۔ اور رفتہ رفتہ سارے ملک پر اثر ڈالکر وہ سارے کورگ کا فرمانروا
بن بیٹھا۔ کورگ کی سرزمین میں جتنے راجہ تھے۔ سبھوں نے اسکی اطاعت قبول کر لی۔ اور اسے
سالانہ خراج دینے پر راضی ہو گئے۔

جب حیدر علی نے ۱۷۶۳ء میں بدنور پر قبضہ کر لیا تو اسنے کورگ کو اس کا خراج گذار بنانا
اس لیئے اسنے ۱۷۶۵ء میں اسکو فتح کرنے کے لئے ایک فوج روانہ کی۔ لیکن ناکامیاب رہا۔ ۱۷۷۰ء
میں کورگ میں راجہ کی گدی کے لئے ایک جھگڑا اٹھا۔ اس پر دو دعویدار تھے۔ ایک شخص
جس کا نام لنگ راجہ تھا۔ حیدر علی سے مدد مانگی۔ حیدر علی فی الفور راضی ہو گیا۔ لیکن چونکہ مرہٹوں
نے اسوقت اس کے ملک پر حملہ کر دیا تھا۔ اس لیئے وہ مجبور رہا۔ لیکن جونہی مرہٹے اسکے ملک سے واپس
چلے گئے۔ وہ ایک بڑی فوج لیکر کورگ پر چڑھ گیا۔ اور دونوں دعویداروں کے میل کر کے
کورگ کے پایہ تخت مرکارا پہونچا۔ لیکن دیوپا جس کی حیدر علی نے طرفداری کی تھی مارا
جاتا۔ حیدر علی نے اسے گرفتار کر کے سرنگاپٹم بھیجدیا۔ جہاں وہ قید خانے میں فوت ہو گیا۔

جونہی کہ حیدر علی نے اپنا مطلب نکال لیا۔ دونہی اس نے دنیاد کے راستے سے ایک فوج کالی کٹ روانہ کی۔ اور بعجلت تمام اس نے کل ملابار کو پھر فتح کر لیا۔

باب (۱۱)

رگھوبا سے نامہ و پیام۔ راجہ میسور کی وفات۔ فتح بلاری و گٹی وغیرہ

جب حیدر علی ساحل سمندر پر اپنی حکومت از سر نو قایم کرنے میں مشغول تھا۔ تو اس نے ٹیپو کو ان اضلاع کی فتح کرنے پر مامور کیا۔ جو اس سے مرہٹوں نے چھین لئے تھے۔ یہ کام ۱۷۷۴ء میں ختم ہو چکا تھا۔ اس کے بعد حیدر علی نے اس شرط پر رگھوبا عرف رگھوناتھ راؤ کو اس شرط پر پیشوا تسلیم کرنا چاہا۔ کہ وہ میسور کا سالانہ خرچ کم کر کے ۶ لاکھ کر دے۔ مگر نانا فرنویس نے جس کا نام دراصل بالاجی جنارد ہن تھا۔ رگھوبا کے پیشوا بنائے جانے کی مخالفت کی۔ نارائن راؤ کے بیٹے کو پیشوا کی گدی دلانے کی کوشش کی۔ تاہم حیدر علی نے اس کی کچھ پروا نہ کی کہ حقدار کون ہے۔ آیا رگھوبا یا نراین راؤ کا بیٹا۔ بلکہ اس موقع سے فایدہ اٹھانا چاہا۔

---

[1] بعض مصنفوں کا بیان ہے کہ جب حیدر علی کورگ کی سرحد پر پہونچا تو اس نے ایک ایک کورگی کے سر کے لئے پانسو روپیہ کا انعام مقرر کیا۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اس کے پاس ۷ سر لائے گئے یہ بیان درست معلوم ہوتا ہے۔ اور اس کی مثال میں جنرل ایوٹیبا ئل کے طرز عمل کو پیش کیا ہے۔ جب یہ جنرل پشاور میں کمانیر تھا تو اس نے ایک رسالہ کے سردار کو اس شرط پر دو گاؤں انعام دینے کا وعدہ کیا جو ایک سال میں پچاس آفریدیوں کے سر اس کے سامنے لائے۔ دیکھو حیات حیدر علی و ٹیپو سلطان کا مصنف ایل۔ بی۔ بورنگ۔ سی۔ ایس آئی سابق چیف کمشنر میسور باب ۲ صفحہ ۶۲ کا حاشیہ۔ مسٹر بورنگ لکھتے ہیں۔ کہ جس کاغذ کی رو سے یہ دو گاؤں کمانڈر ایوٹیبا ئل نے ایک شخص کو دیئے تھے۔ اسکی ایک نقل انکے پاس موجود ہے۔

اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد کورگ میں اُن برہمن حکام کے باعث جنکو حیدر علی نے خراج وصول کرنے پر مامور کیا تھا۔ یکایک بغاوت پھیل گئی۔ کیونکہ کورگ کی رعایا اُن ظالموں کو اپنا افسر نہیں بنانا چاہتی تھی۔ اس لئے ملک میں ہر طرف مالکان اراضی نے علم بغاوت بلند کر دیا اور پایۂ تخت سردار کو تباہ کر ڈالا۔ حیدر علی نے اُن کو مغلوب کرنیکے لئے بذات خود لشکر کشی کی اور سرغنے تھے۔ ان کو گرفتار کر کے پھانسی دیدی۔ اور آسانی کے ساتھ بغاوت کو فرو کر دیا۔

۱۷۷۶ء میں راجہ چامراج فوت ہو گیا۔ حیدر علی نے اسکی وفات کے بعد اسکے خاندان کے بہت سے بچوں کو ایک جگہ جمع کر کے اُن کے روبرو بہت سی خوبصورت چیزیں کھیلنے اور انکو پسند کرنے کی ڈالدیں۔ اُن میں سے ایک نے جس کا نام چامراج تھا۔ ایک خنجر اور ایک نیبو اٹھا لیا۔ حیدر علی نے اس کو راجہ قرار دیکر گدی پر بٹھا دیا۔

اس کے بعد حیدر علی نے بلاری کے راجہ کی جسکا لقب پالیگار تھا۔ مدد کی۔ بلاری بھی ریاست میسور کے شمال و مشرقی سرحد پر واقع تھا۔ اس کا راجہ بسالت جنگ کی دوستی سے منحرف ہو گیا تھا۔ اس لئے اُس نے ایم لالی فرانسیسی سپہ سالار کی زیر کمان ایک فوج اس کے مغلوب کرنیکے لئے روانہ کی تھی۔ مگر حیدر علی نے نہایت سرعت اور مستعدی کے ساتھ لشکر کشی کی اور محاصرہ کرنیوالی فوج پر شیر ببر کی مانند جا پڑا۔ فوج کو شکست دیکر اس نے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ اور لالی بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر بھاگ گیا۔ وہاں سے حیدر علی گٹی پر حملہ آور ہوا۔ اور اس کے فرمانروا مراری راؤ سے خراج مانگا۔ جب مراری راؤ نے اُسے خراج دینے سے انکار کیا۔ تو اُس نے اس کے قلعہ کا محاصرہ کر کے اُس کے زیریں حصہ پر قبضہ کر لیا۔ مگر بالائی۔ جو ناممکن التسخیر تھا اس پر باوجود حملے کرنے کے قابض نہ ہو سکا۔ چونکہ قلعہ میں مراری راؤ کے پاس بہت سے لوگ بند تھے۔ اس لئے پانی کی قلت ہو گئی۔ اس پر مراری راؤ نے چپکے سے حیدر علی کے ساتھ صلح کر لینے کا ارادہ کیا۔ لیکن اسکی خبر حیدر علی کو بھی ہو گئی۔ اور اُس نے صلح سے انکار کر دیا۔

جب مراری راؤ کو حیدر علی کی طرف سے صلح کے معاملہ میں مایوسی ہوئی تو اُس نے مع فوج کے اطاعت قبول کر لی۔ حیدر علی نے دس لاکھ تاوان طلب کیا۔ اور کچھ ملک اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ مگر مراری راؤ کے خاندان کو سیرنگا پٹم بھیجدیا۔ جہاں سے کمبدرگ میں اُسے کیا۔ ... کی ویران اور پہاڑی قلعہ میں قید کر دیا گیا۔ مراری راؤ دل شکستہ اور پریشان خاطر اسی قید میں فوت ہو گیا۔

رگھوبا نے ۱۷۷۴ء میں گورنمنٹ مدراس کو اپنی حمایت پر آمادہ کر لیا۔ اس کے بعد اس نے حیدر علی سے درخواست کی کہ وہ مرہٹوں کے اس ملک پر جو دریائے کرشنا تک چلا گیا تھا قبضہ کرے گو حیدر علی نے اس میں عجلت نہ کی۔ وہ صرف نصف حصہ پر قبضہ کرنے پایا تھا۔ کہ موسم برسات شروع ہو جانے کے باعث اُسے سرنگا پٹم واپس آنا پڑا۔

انگریزوں، رگھوبا اور حیدر علی کی دوستی کے باعث ریاست پونہ کے وزیروں اور نظام الملک نے آپس میں اتفاق کر لیا۔ اور ایک زبردست فوج حیدر علی کے قبضہ سے ملک سوانور کو نکال لینے کے لئے روانہ کی گئی۔ اس کے بعد ایک اور بھی زیادہ زبردست سپاہ مہم کرناٹک کے لئے روانہ کی گئی۔ ان فوجوں کو حیدر علی کے سپہ سالار محمد علی نے سوانور سے دشمن کی بڑی چالاکی روک لیا۔ اور سونی کے میدان میں اُسے شکست دی۔

محمد علی سپہ سالار میدان جنگ سے ہارے ہوؤں مانند جھوٹ موٹ کو بھاگنے لگا مرہٹے سپاہ اُس کے تعاقب میں چلی۔ اور اس مقام پر جا پہونچی۔ جہاں میسور کا توپ خانہ چھپا ہوا تھا اور جب توپوں نے اُن پر گولوں کا مینہ برسایا۔ تو سپاہ میں ایک گھبراہٹ مچ گئی۔ اور وہ پراگندہ ہو کر ادھر اُدھر بھاگ نکلی۔ اس پر محمد علی نے اپنے رسالہ سے اس پراگندہ فوج پر حملہ کیا۔ اور اُسے شکست فاش دی۔ اُس نے جنگ میں کئی برہمنہ سرداروں کو بھی کر لیا۔

مرہٹوں اور نظام کی دوسری فوجیں حیدر علی کے ملک پر بڑھی چلی آتی تھیں مرہٹوں کی سپاہ کا کمانیر پراسورام بھاؤ پونہ سے آ رہا تھا۔ اور نظام کا سپہ سالار ابراہیم خاں ہزار فوج کے مشرق کی راہ سے مرہٹہ سپاہ کے لئے آ رہا تھا۔ پراسورام بھاؤ نے محمد علی کی فتح کا حال سُن کر آگے بڑھنا مناسب نہ جانا۔ بلکہ پیچھے ہٹ کر دریائے کرشنا کے اُس پار چلا گیا۔ اور وہاں سے ملک کو کمک روانہ کرنے کے لئے خط روانہ کیا۔ ابراہیم خاں جسے اس کی خبر نہ تھی۔ بڑھتے بڑھتے ادونی جا پہونچا۔ ادونی قصبہ گٹی سے نزدیک تھا جہاں حیدر علی کا لشکر پڑا ہوا تھا۔ اُس نے بھی محمد علی کی فتح کی پاکر نظام کے ملک میں چلے جانے کا ارادہ کر لیا۔ اور وہاں سے چلدیا۔ اس کے بعد برسات کا موسم آ گیا۔ اور طرفین سے کوئی فوجی کارروائی نہ ہو سکی۔

باب (۱۲)

چیتل درگ کا محاصرہ اور فتح مرہٹوں سے جنگ

حیدر علی کو دونوں غنیموں کے واپس چلے جانے سے چیتل درگ کے پالیگار کی سرکوبی کا موقع مل گیا۔ اس راجہ نے جنگ میں حیدر علی کی مدد کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ واضح رہے کہ مادھوراؤ کے حملے کے وقت اس راجہ نے قلعہ نیجاگل کی لڑائی میں بڑا نام پیدا کر لیا تھا۔ چونکہ اس قلعہ پر حیدر علی کا قبضہ تھا۔ اس لئے اس کے دوسروں کے قبضہ میں چلے جانے کا حیدر علی کو سخت قلق ہوا۔ اور اُس وقت سے اُس نے مصمم ارادہ کر لیا کہ وہ اس راجہ کو ضرور نیچا دکھلا کے دم لے گا۔

پالیگار مداکیری نائک جس فرقہ کا فرمانروا تھا۔ اُسے بیدار کہتے ہیں یہ فرقہ اپنے اصلی وطن جاوی کالدرگ واقع کنڈاپا سے نقل سکونت کر کے ۱۴۷۵ء میں نواح چیتلدرگ میں آبسا تھا۔ ان کے سرغنہ کو جس کا نام تما تا تھا۔ شاہ وجیانگر نے چیتلدرگ کا نائک مقرر کر دیا تھا۔ اور جب ۱۵۶۴ء میں وجیانگر فتح کیا گیا۔ تو اس نائک کا بیٹا اوبانا خود مختار بن بیٹھا۔ اس کے بعد فرقہ بیدار نے اپنی سلطنت میں اور ملک بھی شامل کر لیا۔ یہاں تک کہ ان کے قبضہ میں اتنا ملک آگیا جس کی آمد فی سال سد لاکھ روپیہ تھی۔

جب بیدار فرقہ کی حکمرانی برما پانائک کے ہاتھوں میں تھی۔ اس کا ملک مغلوں کے نائب سیرا کا خراجگذار ہو گیا۔ چونکہ سیرا کو جسے مرہٹے بھی سلطنت بیجاپور کا حصہ ہونے کے باعث اپنا حق سمجھتے تھے۔ حیدر علی نے فتح کر لیا تھا۔ اس لئے اس نائک کو ہر دم خطرہ رہتا تھا۔ کیونکہ حیدر علی اور مرہٹے دونوں اُس پر اپنی اپنی دوستی کا دباؤ ڈالتے رہتے تھے۔ لیکن اس کا ملک قدرتی طور پر مضبوط تھا۔ اور اس کی رعایا اُس سے بہت مانوس تھا۔ اگر جب نائک کو لڑائی کے واسطے آراستہ کیا جاتا تو حیدر علی اُسے فتح نہیں کر سکتا تھا۔ حیدر علی اس قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ مگر تین ماہ کی متواتر یورشوں اور جانفشانی پر بھی وہ اُسے فتح نہ کر سکا۔ مگر محصورین اُسے پریشان کرتے رہے۔ انہیں جب کبھی موقع ملتا۔ تو وہ قلعہ سے نکلکر اس کے

لشکر پر حملہ چھاپہ مارتے۔ اور اس کے ہاتھیوں کے سر قلم کر کے لے جاتے اور کالی دیوی کو بھینٹ میں چڑھا دیتے تھے۔ اس محاصرہ کے ایام میں حیدر علی کو خبر ملی۔ کہ اسکے ملک پر مرہٹوں کی فوج چڑھی چلی آتی ہے۔ اس لئے اُس نے راجہ چیتلدرگ سے صلح کر کے کچھ تاوان لے لیا اور اس سے آئندہ مدد کا وعدہ لینے کے بعد وہاں سے چلدیا۔

حیدر علی نے جو کچھ خبر مرہٹوں کی لشکر کشی کی نسبت سُنی تھی۔ وہ بالکل درست نکلی کیونکہ ہری پنتھ پھار کیا کی زیر کمان ۶ ہزار سوار۔ کچھ پیادے اور توپیں اسکی سرحد پر آ پہونچی تھیں مرہٹہ سپہ سالار نے کچھ عرصہ تک نظام کی فوج کا انتظار کیا۔ جس کے بعد اُس نے دریائے تنگبھدر کو عبور کر کے راماڈی کے میدان میں اپنا لشکر ڈال دیا۔ حیدر علی بھی اسکے مقابلہ کے لئے روانہ ہو کر راماڈی جا پہونچا۔ حیدر علی نے مرہٹہ سپاہ کے ایک نامور سپہ سالار مانا جی پھکریا کو اپنی طرف بُلا لیا۔ لیکن بعد میں یہ سپہ سالار حیدر علی سے پھر گیا۔ اس پر حیدر علی نے وہ خطوط جو اسکی طرف سے آئے۔ ہری پنتھ کے پاس بھجوا دیئے۔ ہری پنتھ کو اس سپہ سالار کی غداری پر بڑا ہی افسوس ہوا۔ مگر اُس نے اُس سے حیدر علی پر حملہ کرایا۔ حیدر علی نے اُسے شکست فاش دی۔ اور میدان جنگ سے بھگا دیا۔

اس کے بعد ہری پنتھ مایوس ہو کر اور دریا کو عبور کر کے واپس چلا گیا۔ لیکن حیدر علی نے اس پر پیچھے سے حملہ کیا۔ تاہم وہ بلا نقصان اُٹھائے چلا گیا۔ اور حیدر علی کی سپاہ نے دریائے تنگبھدرا اور دریائے کرشنا کے درمیان کے ملک پر قبضہ کر لیا۔ اور گوپال۔ گا جیندر اگرہ اور دھارواڑ کے قلعوں کو فتح کر کے اور وہاں کے سرداروں سے اطاعت کا حلف لیکر وہ ۱۷۶۱ء میں میسور واپس چلا آیا۔

میسور سے وہ چیتلدرگ کے پالیگار کو سزا دینے کے لئے مع فوج کے چلدیا۔ کیونکہ اس راجہ نے وعدہ کر کے اُسے مدد نہیں دی تھی۔ حیدر علی نے چیتلدرگ کا محاصرہ کر لیا۔ مگر راجہ نے اس کا اچھی طرح مقابلہ کیا۔ اور قلعہ پر قبضہ نہیں ہونے دیا۔

راجہ چیتلدرگ کی فوج میں ۳ ہزار مسلمان سپاہی تھے۔ حیدر علی نے اُن کو اپنی طرف ملانا چاہا۔ چیتلدرگ کے قریب ہی ایک مسلمان فقیر رہا کرتا تھا۔ جس کے معتقد راجہ کے مسلمان سپاہی تھے۔ اس فقیر کی معرفت حیدر علی نے اُن سپاہیوں کو بڑی بڑی ترغیب دیکر اپنی طرف کر لیا۔ ان سپاہیوں نے راجہ کی نافرمانی اختیار کی۔ جس سے اُسے بہت تنگ کیا

وہ اُس سے پھر گئے ہیں۔ راجہ کو سخت مایوسی ہوئی۔ اور اُس نے ہمت ہار کر اطاعت قبول کر لی۔ اور حیدر علی کے قدموں پر آگرا۔ حیدر علی نے اُسے قید کر کے سرنگا پٹم بھیجدیا۔ جہاں وہ بحالت قید ہی فوت ہو گیا۔

اس کے بعد حیدر علی نے اس کے محل کو لٹوایا۔ اور فرقہ بیدار کا جو اس کے مقابلہ میں کئی بار بازی لیگیا تھا۔ نام ونشان مٹا دینا چاہا۔ اول تو اس نے ان کا مال واسباب ضبط کر لیا۔ اور پھر کوئی ۲۰ ہزار باشندوں کو قید کر کے اپنے پایہ تخت میں لے گیا۔ اس نے جوانوں اور عورتوں کو تہ تیغ کرا دیا۔ اور لڑکوں کو مسلمان کر کے اُن کی ایک فوج بنائی۔ جس کا نام اس نے چیلا فوج[1] رکھا۔

باب (۱۳)

الحاق کڈاپا۔ حیدر علی کی حکومت۔ اور شاہی خاندانکی شادیاں

جب حیدر علی ان معرکوں میں مصروف تھا۔ تو اس کے حکم سے اُس کا بہنوئی علی رضا خاں معہ ایک زبردست فوج کے کڈاپا کے نواب عبدالحلیم خان کو تعلقہ گڑ مشوں میں داخل نے کی غرض سے اس کے ملک پر چڑھ گیا۔ نواب کڈاپا نے جبکہ مرہٹوں نے حیدر علی پر لشکر کشی کی تھی۔ نظام الملک کا ساتھ دیا تھا۔ اگرچہ رضا علی خان نے اُس کے ملک کا محاصرہ کر لیا لیکن اُس پر قبضہ نہ کر سکا۔ کیونکہ سخت جان اور جانباز افغانوں نے اس کا خوب ہی مقابلہ کیا۔ اس کی فوج کا منہ پھیر دیا۔

چیتلدرگ کا محاصرہ ختم ہوتے ہی حیدر علی رضا خان کی امداد کرنے کے لئے گیا۔ وہ ابھی پر چرکڈاپا سے چند میل کے فاصلہ پر ہی پہونچا تھا کہ افغانی رسالہ سے اُسکی مُٹھ بھیڑ ہو گئی مگر

---

[1] چیلا فوج کی موجودگی اور حیدر علی کے مظالم کی شہادت اُس نیک دل اور نیک نفس مشنری کے بیان سے بھی ہوتی ہے جسکا نام سوارڈز تھا۔ یہ مشنری ۱۷۷۹ء میں سرنگاپٹم گیا تھا۔ اور اُسے وہاں بہت لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ چیلا فوج کے سپاہی۔ یتیم بچے تھے۔ جن کا حیدر علی محافظ بن گیا تھا۔

اس کے پاس فوج زیادہ تھی۔ افغانی رسالہ تاب مقابلہ نہ لاکر پیچھے واپس چلدیا۔ مگر حیدر علی کی فوج نے اُسے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ آخر کار رسالہ کو اطاعت قبول کرنی پڑی حیدر علی اس جانباز سپاہ کو پاکر بیحد خوش ہوا۔ کیونکہ افغانی بڑے ہی جوانمرد نیز دراز قامت ہوتے ہیں لیکن اُس رسالہ کے ۸۰ سواروں کے گھوڑے کام آگئے تھے۔ اور نئے گھوڑے نہ مل سکے اسلئے انہیں لشکر تک پیدل جانا پڑا۔ اس سے ان کو بڑی ہی خفت حاصل ہوئی۔ رات کو جب حیدر علی اپنے خیمہ میں سو رہا تھا۔ تو اُن ۸۰ سواروں نے اُٹھ کر اپنی گارد کو قتل کرایا۔ اور سیدھے حیدر علی کے خیمہ کی طرف چل دیئے۔

افغانیوں کی سرکشی سے فوج میں ایک ہل چل مچ گئی۔ جس کے باعث حیدر علی بیدار ہو گیا اور خیمہ میں سے نکلکر بھاگ گیا۔ بگل بجایا گیا۔ اور سپاہ قائم ہو کر آگئی۔ بہت سے حملہ آور مارے گئے باقیوں کو قتل کرایا گیا۔ نواب بھاگ کر سدھوٹ پہونچا۔ مگر گرفتار کر لیا گیا۔ اُسے معہ اسکے خاندان کے سرنگاپٹم بھیجدیا گیا۔ اور اسکی خوبصورت بیگم سے حیدر علی نے شادی کر کے اُسے حرم میں داخل کر لیا۔ اس کا نام بخشی بیگم رکھا گیا۔ اور سب بیویوں سے زیادہ اسکی قدر و منزلت کی گئی۔ جب یہ بیگم فوت ہوئی۔ تو اس کا مقبرہ دیلیو میں بنوایا گیا۔ حیدر علی اگرچہ عورتوں کا کہنا نہیں مانتا تھا۔ اور نہ اُن کو امور سلطنت میں دخل دینے دیتا تھا۔ تاہم خوبصورت عورتوں کا سودا اچھوتا بھی نہیں چھوڑتا تھا۔

اس فتح کے بعد حیدر علی کا رعب چاروں طرف چھا گیا۔ اس کی دھاک بندھ گئی اور سب نے اس نواح میں اپنا فرمانروا تسلیم کر لیا۔

اس کے بعد حیدر علی نے اپنی سلطنت کے مختلف صیغوں کے انتظام و انصرام کیطرف اپنی توجہ مبذول کی۔ اُس نے میر محمد صادق کو وزیر مال کا منصب عطا کیا۔ اور شاملیا برہمن کو پولس کا افسر اعلےٰ مقرر کر کے اُسے حکم دیا کہ وہ نہ صرف جرائم کا انسداد کرے بلکہ جس کے پاس دولت ہو۔ اس سے بجبر چھین کر شاہی خزانہ میں داخل کر دے۔ اس برہمن نے اپنے آقا کی خاطر لوگوں پر بڑے بڑے ظلم کئے۔ جو افسر مالگزاری وصول کرنے پر مقرر تھے۔ اور رشوت لیتے تھے۔ اور ان کو تازیانے لگا کر رشوت کا روپیہ لیا جاتا تھا۔ اسا مو کا روپیہ کے سوار کا خرچ کے لیئے تاوان لیا جاتا تھا۔ حیدر علی کے منظام سے خود اسکی فوج بھی تنگ آگئی جس نے دس ماہی کا سلسلہ جاری کیا۔ یعنی بجائے بارہ مہینے کی تنخواہ کے فوج کو صرف دس ماہ

کی تنخواہ دی جاتی تھی۔ سواروں کو مہینے میں بیس روز کی تنخواہ دیجاتی تھی۔ اور انہیں حکم تھا کہ دس دن کی تنخواہ لوٹ مار سے پیدا کریں۔

نواب کڈاپا کو مغلوب کرنے کے بعد حیدر علی نے سوانور کے نواب عبدالحلیم کو بھی اپنا حلقہ بگوش بنانا چاہا۔ اور اس نے اپنی بیٹی کا نکاح اس نواب کے بڑے بیٹے کے ساتھ اور اسکی بیٹی کا نکاح اپنے بیٹے کریم کے ساتھ کردیا۔ جو خراج نواب دیا کرتا تھا۔ وہ اس شرط پر کہ وہ ۲ ہزار سوار ضرورت کے وقت مہیا کرسکے نصف کردیا گیا۔ ان تمام معاملات کو حیدر علی نے حسب لخواہ پورہ کیا اور شادیوں کی رسم بڑی دھوم دھام اور تزک احتشام کے ساتھ دونوں فرمانرواؤں کی موجودگی میں سرنگاپٹم میں ۱۷۷۹ء میں ادا کی گئی۔

باب (۱۴)

مرہٹوں۔ نظام اور حیدر علی کا اتحاد انگریزوں کے خلاف

جب حیدر علی مذکورہ بالا شادیوں کا جشن منا رہا تھا۔ تو اس کے پاس پونہ سے مرہٹوں کا سفیر کنیش راؤ آیا۔ اور اس نے اسے یہ پیغام دیا کہ وہ مرہٹوں اور نظام سے میل کرے تاکہ تینوں کی سپاہ انگریزوں کو جنوبی ہند سے نکال سکے۔ اس کے بعد جو پیچیدہ معاملات تاریخ میں نظر آتے ہیں۔ ان سے صاف طور پر معلوم ہوجاتا ہے کہ حیدر علی نے جادۂ اعتدال سے قدم باہر نہ رکھا بلکہ میانہ روی پر قایم رہا۔ اور نواب ارکاٹ نے بڑی ہی دغابازی کی اور انگریزوں کی سرکار جو مدراس میں تھی وہ پیچیدہ کر دی تھی۔

۱۷۷۵ء میں بمبئی کے انگریزوں نے (بمبئی) کی سرکار رگھوبا کے ساتھ ایک عہدنامہ کیا تھا۔ جس کی رو سے وہ اس کے دعاوی کی حمایت کرتی لیکن بمبئی گورنمنٹ کو تھوڑے ہی عرصہ بعد معلوم ہوگیا۔ کہ رگھوبا سے بہت سے مرہٹہ راجہ ناخوش تھے۔ خصوصاً سندھیا اور ہلکر اور انکی ناخوشی باعث نانا فرنویس تھا۔ جو اپنی نسل میں پیشواؤں کی حکومت مستقل کرنا چاہتا تھا۔

اس موقع پر ہم ان بڑے تاریخ کو جن کے باعث وادگام کا عہدنامہ ہوا صرف

بحث میں لانا نہیں چاہتے۔ بلکہ صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ مرہٹوں کے انگریزوں سے ناخوش ہونے کی کافی وجہ یہ بھی کہ انھوں نے ایک ایسے شخص کو اُن کا فرمانروا بنانے کی کوشش کی جس کی سرداری کو زیردست مرہٹہ سردار نہیں تسلیم کرتے تھے۔ مرہٹے تو اس وجہ سے انگریزوں سے ناخوش ہو بیٹھے تھے۔

علاوہ مرہٹوں کے نظام الملک بھی انگریزوں سے ناخوش تھا۔ اور اسکی ناخوشی کا سبب بھی معقول تھا۔ جب انگریزوں کے قبضہ میں اضلاع سرکار جو صوبہ مدراس میں خلیج بنگال کے ساحل پر واقع ہیں آئے تو اُن میں ایک ضلع یعنی گنتور کا ضلع بصالت جنگ کو اس کے بھائی موجودہ نظام الملک نظام علی کی راضی سے بطور جاگیر عطا کردیا گیا۔ اس کے چند سال بعد بصالت جنگ نے اپنے ہاں ایک فرانسیسی سپاہ کو ملازم رکھ لیا۔ اس فوج کو بعد میں بصالت جنگ نے برخاست کرنا چاہا۔ اور جب نظام الملک سے اس میں مشورہ لیا گیا۔ تو اُس نے دخل دینے سے انکار کردیا۔ جب ۱۷۷۸ء میں فرانسیسوں سے جنگ کے ہونے کا یقین ہوگیا۔ تو انگریزوں نے محمد علی نواب ارکاٹ کی معرفت بصالت جنگ کو نظام کو اپنا فرمانروا تسلیم کرنے پر آمادہ کردیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بصالت جنگ نے اس ضلع کو ایک رقم خراج کے صلہ میں انگریزوں کے حوالہ کردیا اور انگریزوں نے حیدر علی کے مقابلہ میں اُنکی مدد کرنے کا وعدہ کیا۔ جس کے باعث اُس نے فرانسیسی سپاہ کو برخاست کردیا۔ مدراس گورنمنٹ نے ضلع پر قبضہ لیکے اس کا پٹہ محمد کو دیدیا۔ اس کا یہ فعل نظام کے حقوق پر ایک حملہ تھا۔ اگرچہ بصالت جنگ کی وفات پر وہ ضلع انگریزوں کے قبضہ میں آجاتا تاہم اس کا اصلی مالک و فرمانروا نظام تھا۔

اس پر نظام نے انگریزی سفیر سے جو اس کے دربار میں مامور تھا۔ شکایت کی کہ انگریزوں نے اپنے اس طرز عمل سے اُس عہد نامہ کو فسخ کردیا۔ جو اُس کے ساتھ ہوا تھا۔ اور جب نظام کو انگریزی سفیر سے یہ معلوم ہوا۔ کہ جب بادشاہ نے اضلاع سرکار انگریزوں کو دیئے تھے تو اُنھوں نے اپنی کمزوری کے باعث نظام کو خراج دینا قبول کرلیا تھا۔ مگر اب آئندہ نہیں دینگے اس پر نظام کو بڑا ہی غصہ آیا۔

رہا حیدر علی اُسے ان دونوں سے بڑھ کر شکایت تھی۔ اُس سے اور مرہٹوں سے جو جنگ ہوئی اُس میں انگریزوں نے اس عہد نامہ کے خلاف جو انگریزوں اور حیدر علی سے ۱۷۶۹ء میں ہوا تھا مرہٹوں کی مدد کی۔ اور جب حیدر علی نے انگریزوں سے [illegible]

چاہا۔ تو نواب ارکاٹ کے کہنے سے انہوں نے اس کے ساتھ اتحاد نہ کیا۔

مزید برآں محمد علی نے انگلستان سے براہ راست تعلقات پیدا کرلئے تھے۔ اور اس کے دربار میں ایک سفیر رہنے لگا تھا۔ جس کا نام سر جان لنڈ سے تھا۔ جب اس سفیر نے مدراس گورنمنٹ کو مرہٹوں اور محمد علی کے ساتھ ملکر حیدر علی کو مغلوب کرنے پر مجبور کیا۔ تو انگریزوں کو بہت پریشانی ہوئی۔ کیونکہ وہ اسکی مدد کا وعدہ کر چکے تھے۔

جب مرہٹوں نے ۱۷۷۱ء میں حیدر علی سے درخواست کی کہ وہ انکے ساتھ میل کرکے مشرقی اضلاع کو فتح کرے تو اس نے اسکی خبر مدراس گورنمنٹ کو دیدی۔ اور اسی موقع پر اس نے انگریزوں سے صاف صاف کہدیا کہ اگر میں مرہٹوں سے میل کر لوں۔ تو ان کی طاقت بہت بڑھ جائیگی۔ جس کے باعث خود مجھے زوال حاصل ہو جائیگا۔ اگر مدراس گورنمنٹ مجھ سے اتحاد نہ رکھیگی۔ تو میں مجبوراً فرانسیسیوں سے اتحاد کرلونگا۔ جب حیدر علی نے دوبارہ ۱۷۷۳ء میں انگریزوں سے اتحاد پیدا کرنے کیلئے سلسلہ جنبانی کی تو محمد علی نے جو انگریزوں کو جنوبی ہند سے خارج ہوتے دیکھکر خوش ہونے کی فکر میں تھا۔ اتحاد کی طرف نہ جھکنے دیا۔ اور اس نے اسی مطلب کا پیغام اپنے سفیر کے ہاتھ اس کے پاس بھیجا جسے حیدر علی نے نامنظور کردیا۔

اس وقت سے حیدر علی کو انگریزوں سے بالکل مایوسی ہوگئی۔ اور اگرچہ اس نے ضابطہ پری کے طور پر کچھ عرصہ تک انگریزوں سے دوستانہ سلوک رکھا۔ لیکن فوراً فرانسیسیوں سے اتحاد پیدا کرلیا۔ اس نے ایم۔ بیلی۔ کومب فرانسیسی گورنر پانڈیچری سے مدد طلب کی۔ جسے اس خیال سے اسے سامان جنگ اور روپیہ دیا کہ کسی طرح فرانسیسیوں کو ہند کی حکمرانی ملجائے اگرچہ حیدر علی اب بھی انگریزوں کے مقابلہ میں نہیں آنا چاہتا تھا۔ مگر بعض وجوہات کے باعث اس کا غصہ بھڑک اٹھا اور صلح قایم نہ رہ سکی۔

جب انگریزوں اور فرانسیسیوں میں جنگ چھڑی تو ۱۷۷۸ء میں انگریزوں نے پانڈیچری کو فتح کرکے ماہ مارچ میں ماہی پر قبضہ کرلیا۔ ماہی ساحل ملابار پر تھا۔ جس ساحل پر کہ سوئے چند مقامات کے بالکل حیدر علی کا قبضہ تھا۔ اس نے یہ عذر کیا کہ ماہی اسکی زیر حفاظت ہے۔ اور چونکہ اس راستہ سے اسے رسد مل سکتی تھی۔ اس نے اسے بچانا چاہا۔ اور انگریزوں کو پیغام دیا کہ اگر وہ ماہی پر حملہ کرینگے۔ تو اس کے عوض ارکاٹ پر قبضہ کرلیا جائیگا۔ جو پہلے انگریزوں کا قبضہ ہو چکے تھے نیز قوم نے خلاف بغاوت کردی۔ جسے اس نے آسانی کیسات

فرو کرایا۔

دوسرا سبب حیدر علی کی ناخوشی کا یہ تھا۔ کہ جب بصالت جنگ نے گنتور کا ضلع انگریزوں کے حوالہ کیا۔ تو اس نے اُن سے درخواست کی اپنی فوج بھیجکر اس پر قبضہ کرلیں۔ چنانچہ انگریزوں کی فوج کڈاپا ہوکر ادونی اور کرنول ہوکر گنتور روانہ کی گئی۔ یہ فوج حیدر علی کے ملک میں ہوکر گزری۔ مگر مدراس گورنمنٹ نے اسکی اجازت نہ نظام سے لی اور نہ حیدر علی سے بلکہ فوج کے کمانیر کو ایک سفارشی خط دیکر روانہ کردیا۔ حیدر علی نے اس فوج پر حملہ کردیا اور اگرچہ مدراس سے بعجلت تمام کمک روانہ کی گئی۔ مگر حیدر علی کی فوج نے ادونی تک کا ملک برباد کردیا جسکے باعث انگریزی فوج آگے نہ بڑھ سکی۔ حیدر علی اچھی طرح واقف تھا کہ انگریزوں نے گنتور کا ملک اسکے دشمن محمد علی کو کیوں دیا تھا۔

یہ واقع مشنری سوارٹز کے آنے کے وقت واقع ہوا تھا جسے گورنر سر ٹامس امبولڈ نے خفیہ سفارت پر بھیجا تھا۔ اور حیدر علی کا غصہ رفع کرنیکے لئے جس نے ماہی پر انگریزوں کے قبضہ کرلینے پر ایک خط مدراس گورنمنٹ کو لکھا تھا۔ اور جس میں انکے طرز عمل کی سخت شکایت کی تھی۔

حیدر علی سوارٹز سے محسن سلوک پیش آیا۔ مگر اُس نے اُسے رخصت کرتے پر وقت شکایت کی۔ انگریزوں نے ۱۷۶۹ء کے عہدنامہ کو نظرانداز کردیا۔ اور مجھ سے اتحاد رکھنا نہ چاہا۔ اور میری مخالفت کررہے ہیں۔ لیکن مدراس گورنمنٹ نے اس کا بھی کچھ خیال نہ کیا۔

سوارٹز کے جانے کے بعد ہی دوسرا سفیر مدراس سے آیا۔ اور اُس نے حیدر علی سے معاہدہ اتحاد پیدا کرنے کے انگریزوں کو جو کالی کٹ کی جنگ میں قید کرلئے گئے رہا کردینے کی درخواست کی۔ حیدر علی نے قیدیوں کو تو اسکے آنے سے پہلے ہی رہا کردیا لیکن وہ میر نگاہ پہونچا تو اُس سے اچھی طرح پیش نہیں آیا۔ اُس نے نہ صرف انگریزوں کی تجاویز کو نامنظور کیا۔ بلکہ سفیر کی تحقیر بھی کی۔ اُسے سفیر کی طرح نہ سمجھا بلکہ جاسوس کی طرح۔

باب (۱۵)

حیدر علی اور انگریزوں کی لڑائی۔ حیدر علی کی باقی معرکہ آرائیاں

آخرکار حیدر علی کو مرہٹوں کے سفیر گنیش راؤ کی جس کی ہو تجویز دلپسند تھی الامکان

حملہ کرنے اور انگریزوں سے جنگ چھیڑنے کا ارادہ کر رہا تھا۔ نظام مرہٹوں اور حیدر علی
کا اتحاد دریائے تنگبھدرا کے کنارے پر ہوا۔ اور اُس نے نظام کو ۱۱ لاکھ سالانہ خراج دینا منظور
کرلیا۔ تینوں فریق میں یہ بات قرار پائی کہ
(۱) مرہٹے برار، وسطی ہند اور شمالی ہند پر حملہ کریں۔
(۲) نظام اضلاع سرکار کو فتح کرے۔
(۳) حیدر علی صوبہ مدراس اور جنوبی ہند پر لشکر کشی کرے۔
یہ اتحاد ثلاثہ ایک بڑے خطرے کی بات تھی۔ اور فرانسیسیوں کی شرکت سے
انگریزوں کے لئے موجب خوف و ناکامی بن گئی تھی۔
حیدر علی نے میسور کے خاص خاص مقامات کو مسلح اور مضبوط کرنے کے بعد حملے کی
تیاریاں کیں۔ جس کے واسطے اُنہوں نے بنگلور میں ۸۳ ہزار فوج فراہم کرلی۔ یہ ایک
ایسی تعداد تھی۔ جس کے فراہم ہونے کی نظیر جنوبی ہند میں اُس وقت تک نہیں مل سکتی تھی
اس نے ملک میں جاسوس اور پہرے مقرر کئے۔ اور سامان رسد اور باربرداری بھی اچھا
جمع کرلیا اور ماہ جولائی ۱۷۸۰ء میں اُس نے پہاڑی سرحدوں کو عبور کرکے لشکر کشی کی اور بربادی
اور تباہی پھیلاتا ہوا آگے کو بڑھا۔
محمد علی نے مدراس گورنمنٹ کو نہ تو کچھ ہمدردی اور نہ روپیہ سے۔ البتہ اُس نے
حیدر علی کے عہد کی اطلاع اُسے ضرور دیدی۔ حیدر علی نے ارادہ کرلیا تھا کہ جو ملک سامنے آتا جائے
اُسے بالکل تباہ کر دیا جائے تاکہ انگریزوں کی فورٹ سینٹ جارج کو بے یار و مددگار بنا دے۔
وہ لشکر کشی کرتا ہوا کوہ سینٹ ٹامس تک پہونچا۔ اور جب انگریزوں نے گاؤں میں آگ لگی
دیکھی تو انہیں اُس کے آنے کی خبر ہوئی۔ کیونکہ اُن کے پاس اُس زمانہ میں خبر رسانی کا محکمہ
تھا۔ حیدر علی کو امید تھی۔ کہ ساحل سمندر پر اُس سے فرانسیسیوں کی فوج آملے گی۔
مدراس گورنمنٹ حیدر علی کی آمد پر خوف زدہ ہوگئی۔ اور اُس نے بعجلت تمام فوجی
نقل و حرکت شروع کرائی۔ کرنیل ہالبر کو جو گنتور کی فوج کے کمانیر تھے جانب جنوب واپسی کی
ہدایت کی گئی۔ کرنیل رتھ وسیٹ کو جنگی پلٹن کے ۲ دستے سے پانڈیچیری سے مدراس بلایا
گیا۔ اور محمد علی کی ایک فوج کو حکم دیا کہ وہ دشمن کے رسل و رسائل کو بارہ محل کے درے
میں ہو کر بند کر دے۔ چونکہ محمد علی کی ذات پر انگریزوں کو بھروسہ تھا۔ اس لئے فوجی

دستوں کو بھیجکر جہاں جہاں اس کی قابلیت تھی۔ انگریزی سپاہ کا قبضہ کرادیا گیا۔ لفٹنٹ فلنٹ نے وانڈواش پر قبضہ کر لیا۔

حیدر علی نے بارہ محل اور چنگاما کے دروں کو عبور کر کے اپنے بیٹے کریم کو پورٹو نووو پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا جو پانڈیچری کے جنوب میں واقع ہے وہ خود ارکاٹ کی طرف بڑھا۔ لیکن یہ سن کر کہ ایک فوج سر ہیکٹر منرو کی زیر کمان آرہی ہے۔ اس نے ۲۹ اگست کو ارکاٹ کا محاصرہ اٹھا دیا۔ اسی دن مدراس کا سپہ سالار کونجی ورم آپہونچا اور اس مقام تباہ پاکر گنٹور کی فوج کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔ جو کرنیل بیلی کی زیر کمان آرہی تھی۔ کرنیل بیلی نے ۲۵ اگست کو کورتیلار پہونچکر دریا کے جنوبی کنارے پر لشکر ڈالدیا۔ یکایک بارش کے آنے سے دریا میں سیلاب آگیا جس سے وہ ۳ ستمبر تک عبور نہ کر سکا۔ ۶ ستمبر کو حیدر علی نے اپنے بیٹے ٹیپو کو پیرامبکم روانہ کیا۔ کہ دشمن کی فوج کی نقل وحرکت کو بند کرے اور خود کانجی ورم کے نزدیک سرینپرم کی تالاب میں لگا رہا۔ کرنیل بیلی کی فوج نے ٹیپو کے حملہ کو روکدیا اور ایک ہزار فوج جسے منرو نے کرنیل فلیچر کی زیر کمان روانہ کیا تھا وہ باوجود ٹیپو کی فوج کے سد راہ ہونیکے کرنیل بیلی کی فوج سے جا ملی۔

اسی رات کو کرنیل بیلی پیرامبکم سے کونجی ورم چلدیا۔ ابھی وہ روانہ کیا گیا تھا کہ پیچھے سے ٹیپو کی توپوں نے گولے برسانے شروع کردیئے۔ اگرچہ ان توپوں کو گرفتار کرنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن سیلاب کے باعث کچھ بھی نہ ہوسکا۔ کرنیل بیلی رات بھر وہیں ٹھیرا رہا۔ اس سے ٹیپو کو ایک بلند مقام پر جہاں سے انگریزی فوج گذرنے والی تھی۔ اپنی توپیں لگا دینے کا موقع مل گیا۔ اور حیدر علی نے بھی اس موقع سے فایدہ اوٹھانا چاہا۔

۱۰ ستمبر کو ۷ بجے فوج انگریزی تندولی ٹیک کی طرف روانہ ہوئی۔ مگر کوئی دو میل جانے پائی تھی۔ کہ چند توپوں نے اس پر پیچھے سے گولے برسانے شروع کیئے۔ اور حیدر علی کے رسالہ نے اسے دونوں سے آگھیرا۔ گرینڈیر فوج کی دو کمپنیاں کپتان رملے اور کپتان گوڈ کے ماتحتی میں روانہ کی گئیں۔ اور انہوں نے ٹیپو کی چار توپیں چھین لیں۔ مگر حیدر علی کی کثیر فوج کے آجانے کے باعث وہ اپنی فوج تک نہ پہونچ سکیں۔ اب تو حیدر علی نے بھی توپیں چلانی شروع کیں۔ اور اس کے رسالہ اور پیادوں نے انگریزوں کو گھیر لیا۔ مگر انگریزی فوج پر غالب نہ آسکا۔ حیدر علی بد دل ہوکر واپس ہونا چاہتا تھا۔ مگر لالی کے مشورے سے

ُس نے ایسا کیا۔ بلکہ فوج کو فراہم کر لیا۔ اس عرصہ میں ٹیپو نے بھی اپنی فوج جمع کر لی۔ اور
زسر نو گولہ بازی شروع کی گئی۔ جس سے انگریزوں کی دو توپیں بیکار کر دی گئیں۔ اور ساتھ
ی حیدر علی کے رسالہ اور پیادوں نے گولیاں چلائیں۔ کرنیل بیلی سخت زخمی ہو گیا لیکن
س نے فوج کو دل شکستہ نہ ہونے دیا۔ اگرچہ حیدر علی کی فوج نے تیرہ حملے کئے لیکن
نگریزی فوج کے حواس قایم رہے۔ مگر تازہ رسالہ کی کمک آجانے سے اس میں بھاگڑ
پڑ گئی۔ اور کرنیل بیلی نے مجبور ہو کر صلح کا جھنڈا بلند کر دیا۔ لیکن حیدر علی نے کچھ خیال
اور لحاظ نہ کیا۔ بلکہ اسکی فوج نے آگے بڑھ کر انگریزوں کی سپاہ کو قتل کرنا شروع کیا اگر لالی
اور ایک اور فرانسیسی افسر جس کا نام پوران تھا۔ حیدر علی کو اس حرکت سے نہ روکتے تو
انگریزی فوج کا ایک آدمی بھی زندہ نہ رہتا۔ کہتے ہیں کہ لڑائی میں .. ۶ یورپین قتل ہوئے
تھے۔ مگر فرانسیسی مصنف لکھتے ہیں۔ کہ اس جنگ میں دو ہزار انگریزی کرنیل بیلی کے ساتھ
گرفتار کر لئے گئے! دو ہزار سپاہی اور .. ۷ انگریز مارے گئے جو امر دبیر ڈ بھی جو بعد سر ڈیوڈ
بیرڈ بن گیا کرنیل بیلی کے ہمراہ قید کر لیا گیا۔

حیدر علی نے تخت پر بیٹھ ان لوگوں کو جو قیدیوں کو لائے تھے یا مقتولوں کے سر لائے
خوب انعام دیا۔ قیدیوں میں سے کچھ تو خود ہی مر گئے۔ اور کچھ قتل کئے گئے۔ اس واقعہ کی
تصاویر سرنگاپٹم میں اس باغ کی دیواروں پر جسے باغ دریائے دولت کہتے ہیں بنائی
گئی تھیں۔ جو آج تک موجود ہیں اور ایک جشن منایا گیا۔ ہندوستان میں انگریزی سپاہ پر
ایسی آفت کبھی برپا نہیں ہوئی تھی۔

اس موقع پر دو شخصوں نے انگریزوں کی بڑی امداد کی۔ ایک لارڈ وارن ہیسٹنگز
نے جس کے سپرد ہندوستان کی گورنری کر دی گئی۔ اور دوسرے سرایری کوٹ نے جو اس
وقت بنگال کی فوج کا کمانیر تھا۔ اگرچہ سرایری کوٹ ساٹھ سال کے آدمی تھے لیکن ملکی
قوت کے لحاظ سے بڑے ہی قابل تھے۔ لارڈ وارن ہیسٹنگز نے اُن کو اس موقع پر مامور
کیا۔ اور ان کو جنگ کرنے کا پورا اختیار دیدیا۔ سر کوٹ ۵ نومبر میں مدراس پہنچے اس
عرصہ میں حیدر علی نے بڑا نقصان اٹھا کر فرانسیسی انجینیروں کی مدد سے قلعہ ارکاٹ پر
قبضہ کر لیا تھا۔ سر کوٹ نے چنگل پٹ اور کران گولی پر قبضہ کر کے لفٹنٹ فلنٹ کی مہو
کی جو وانڈیواش کو دشمن کے حملوں سے بچائے ہوئے تھا۔ اُس نے وانڈیواش پر دشمن

کوٹ آنے دیا۔ اس سے دشمن بے دل سا ہو گیا۔ مگر ایک فرانسیسی بیڑے سے مدد اس کے قریب آجانے سے اُسے سامان رسد نہ مل سکا۔ اور نہ جنوب اور نہ شمال کی جانب بڑھنے کے لیئے رستہ مل سکا۔ پس سرکوٹ نے پیرام کوئل پر قبضہ کر کے پانڈیچری کی طرف جانا چاہا تھا۔ کہ رسد حاصل کر سکے۔ اور نیز فرانسیسی کشتیوں کو فوج کو کنارے پر اتارنے سے روک سکے۔ مگر اس میں بھی اُسے کامیابی نہ ہوئی۔ اس لیئے اس نے گودا اور کڈلور کا رُخ کیا۔ اور حیدر علی کی فوج بیکار پڑی رہی۔

یہاں سے اُس نے چیلا مبرم (چیدا مبرم) کے مندر پر جو پورٹو نواد کے نزدیک ہے چڑھائی کرنی چاہی۔ لیکن محصورین نے اُسے پسپا کر دیا۔ چند ہی ہفتے بعد انگریزی جہازوں کا بیڑا معہ سر ایڈورڈ ہیوجز کے مدراس آپہونچا۔ اور چیلا مبرم پر دونوں طرف سے لشکر کشی کی تیاریاں شروع کی گئیں۔ حیدر علی یہ سنتے ہی ڈھائی دن میں سو میل کا سفر طے کر کے آپہونچا۔ اور اس نے گودا اور اور انگریزی فوج کے لشکر کے بیچ میں اپنا لشکر ڈال دیا۔

یکم جولائی کو سرایری کوٹ محاصرہ اُٹھا کر اور سامان جنگ لیکر دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیئے روانہ ہوا۔ اور جب اسکی فوج ایک ریتلے ٹیلے پر پہونچی۔ جس کے نزدیک حیدر علی کی فوج پڑی ہوئی تھی۔ تو دونوں فوج میں مقابلہ ہوا۔ اور خونریز جنگ چھڑی۔ اس جنگ میں سرایری کوٹ غالب آیا۔ اور اُس نے پورٹو نواد کے قریب موتی پالیام پر قبضہ کر لیا۔ حیدر علی کا سخت نقصان ہوا۔ اس کی سپاہ میں ہزار آدمی مارے گئے اور زخمی ہو گئے۔ مگر انگریزوں کا بہت کم نقصان ہوا۔

اس فتح کے بعد سرایری کوٹ سے بنگال سے آئی ہوئی ایک فوج آملی۔ اسی عرصہ میں ٹیپو واندواش کا محاصرہ اُٹھا کر چلدیا۔ سرکوٹ کی مشترکہ فوج نے تیروپاسور پر قبضہ کر لیا حیدر علی ابھی اس جگہ پہونچنے نہ پایا تھا۔ کہ سرکوٹ کی فوج اُس میدان کی طرف بڑھی جہاں ایک سال پہلے کرنیل بیلی کی شکست ہوئی تھی۔ ۲۷ اگست کو اسکی فوج اُس میدان میں جا پہونچی۔ ادھر سے حیدر علی کی سپاہ بھی اُنکے مقابلہ میں جا ڈٹی۔ کئی دن کی طرفین سے گولہ بازی کے بعد جس میں کسی کا کچھ نقصان نہ ہوا۔ سرکوٹ بیدل ہو کر مدراس واپس چلا گیا۔ کہ میدان جنگ کی کمان سے بردار ہو جائے۔

جب مدراس کا نیا گورنر لارڈ میکارٹ نے اُس کے ارادے سے واقف ہوا تو اُس

نے سرکوٹ سے یہ کہا کہ آپ ویلور کسی طرح دشمن کے قبضہ سے چھڑا لیں۔ جس کے نزدیک
حیدر علی کی سپاہ میدان شولنگر میں پڑی ہوئی تھی۔ اور چار دن لڑائی سے پیشتر کر رکھا تھے
سرکوٹ نے پھر انگریزی کمانات سنبھال۔ اور یہ نوبت پہنچا کر کے حیدر علی کے لشکر کی چھاؤنی
گئے۔ جب سرکوٹ کی فوج میدان ویلور میں لڑائی تو حیدر علی نے بارہ ٹیپو کی سپاہ
اور ... معرکہ کی لڑائی ہوئی۔ جس میں حیدر علی کی دو ہزار فوج کام آئی۔

اس وقت سرکوٹ نے قلعہ ویلور کے اندر رسد پہونچانے کی تدبیر کی۔ اور ... چھوڑ کے
ملک جو ویلور کے شمال میں واقع ہے رسد حاصل کرنی چاہی تھی۔ وہاں سے بہت تھوڑے
کے لئے رسد ملی۔ جسے اُس نے قلعہ کے اندر پہونچادیا۔ اس کے بعد سرکوٹ پھر مدراس چلا گیا
اور وہاں سے بنگال کو روانہ ہونے ہی کو تھا۔ کہ بنگال سے اسکے نام ضروری حکم آگیا۔ اور
اُسے پھر ویلور جانا پڑا۔ اگرچہ وہ بیمار ہوگیا۔ لیکن اس نے تین ماہ کے لئے رسد قلعہ کے اندر
پہونچادی۔ اور وہاں سے تیزوپاسور چلا گیا۔

اس جنگ میں ایک اور مزیدار بات پیدا ہوگئی۔ وہ یہ ہے کہ انگریزوں اور ڈچوں میں
جنگ چھڑ گئی۔ سرمیکارٹنی کے پاس ولایت سے حکم آیا۔ کہ وہ ڈچوں کا مقابلہ بھی کرے
حیدر علی نے ڈچوں سے میل کرنا چاہا۔ اور انکے گورنر کو جو ناگاپٹم میں تھا۔ ایک خط لکھا
انہوں نے ایک عہدنامہ کر لیا۔ اور اُس مدد کے عوض جو حیدر علی کو دی جاتی۔ حیدر علی نے
ناگور کا ضلع لے لیا۔ مگر کرنیل بریتھ ویٹ نے جو میدان تنجور کی سپاہ کا کمانیر تھا ناگور
سے حیدر علی کی فوج کو نکال کر خود اُس پر قبضہ کر لیا۔ اور اسی طرح حیدر علی کی کوشش رائگان
گئی۔ مگر تھوڑے ہی دن بعد ماہ فروری ۱۷۸۲ء میں ٹیپو نے بڑی فوج سے حملہ کر کے
ناگور کو لے لیا۔ اور کرنیل بریتھ ویٹ کو قید کر لیا۔ ٹیپو نے یہ فتح کرنیل لالی کی مدد سے حاصل
کی تھی۔ اس معرکہ میں انگریزی سپاہ کا ایک ایک سپاہی مارا گیا۔

حیدر علی نے اپنی ذات سے بہت کچھ کیا۔ اور اگر نظام اور مرہٹے بھی میدان جنگ
میں آتے۔ تو نہ معلوم کیا ہو جاتا۔ مگر دونوں میں سے ایک بھی نہ آیا۔ جونہی کہ گورنمنٹ
کو ضلع گنٹور کے عہدنامہ کے حالات معلوم ہوئے۔ اُس نے مدراس گورنمنٹ کو لکھا کہ
ضلع گنٹور نظام کے حوالہ کر دیا جائے کچھ تو اس کے باعث اور کچھ اس خوف کے
باعث کہ کہیں مغل بادشاہ حیدر علی کو صوبہ دکن نہ بنا دے۔ نظام نے جنگ ...

شریک ہونے سے معذور کیا۔ رہے مرہٹے سو انہیں انگریزوں نے اور ترکیبوں سے علیحدہ کردیا
ناگپور کے نابالغ راجہ کا اتالیق سوداجی تھا۔ اُسے انگریزوں نے اس بات پر راضی کرلیا کہ وہ
اپنے ملک میں ہو کر انگریزوں کی فوج کو نکل جانے دے۔ اور کرنیل کارنک نے اپنی
فوج کا رعب دکھا کر گوالیار کے راجہ مہداجی سندھیا کو اس بات پر آمادہ کردیا کہ وہ انگریزوں
اور مرہٹوں میں صلح کرادے۔

چنانچہ سالبائی کا عہدنامہ ۱۷۸۲ء کو ہو گیا۔ اگرچہ اُسکی تصدیق کابل حیدر علی کی
وفات کے بعد ہوئی تھی۔ یہ عہدنامہ ایسٹ انڈیا کے حق میں مضر تھا۔ کیونکہ اُس کی رُو سے
انگریزوں کے قبضہ میں سے بہت سا ملک نکل گیا۔ تاہم اس موقع پر بڑا مفید ثابت ہوا
اسکی رو سے رگھوبا کے حقوق تسلیم کیئے گئے۔ اور اسی کی رو سے جس قدر ملک انگریزوں
اور نواب ارکاٹ کا حیدر علی نے فتح کرلیا وہ اُسے واپس دینا پڑا۔ اس عہدنامے کے
ہونے سے حیدر علی اور مرہٹوں کے درمیان دوستی اور اتحاد قایم نہ رہ سکا۔ اور انگریزوں
کے مقابلہ میں تین میں سے صرف ایک دشمن رہ گیا۔ اور وہ دشمن حیدر علی تھا۔

حیدر علی کے دیسی رفیق اس سے جدا ہو گئے۔ فرانسیسیوں نے بھی اسکی مدد سے
اپنا ہاتھ اُٹھا لیا۔ لیکن اس نے ہمت نہ ہاری۔ اگرچہ وہ انگریزوں کو جنوبی ہند سے
نکال نہ سکا تاہم اُسنے بہت سا ملک فتح کرلیا۔ اور اپنے مدمقابل کے مقابل تجربہ کار جنرلوں
کے ساتھ لڑتا رہا۔

اس موقع پر ہم یہ بھی ظاہر کردینا مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ اس جنگ کے بارے
میں اُسکے کیا خیالات تھے۔ اُن خیالات کا اظہار اس گفتگو سے ہوتا ہے۔ جو اُس نے
اپنے وزیر مال پُرنایا سے کی تھی۔ اور ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

"میں نے بڑی بھاری غلطی کی۔ میں نے لاکھوں روپیوں کے عوض سیندھی (تاڑی
کا عرق جو نشہ آور ہوتا ہے) کا ایک گھونٹ خریدا۔ اگرچہ میرے اور انگریزوں کے درمیان
شکر رنجی کے اسباب موجود تھے۔

تاہم جنگ کے لیئے کوئی سبب موجود نہ تھا۔ اور باوجود محمد علی سے سخت فریبی
کے ہوتے ہوئے میں اُن کو اپنا دوست بنا سکتا تھا۔ میں اُنکو بہت سی بیلی اور بہت
سی برتھ ویٹ کی شکست پر بھی تباہ نہیں کرسکتا۔ میں خشکی میں تو اُن کے ذرائع

کو سُکھا سکتا ہوں۔ مگر سمندر کو خشک نہیں کر سکتا مجھے یہ تو سمجھنا چاہیئے تھا کہ کوئی شخص
مرہٹوں پر اعتبار نہیں رکھتا اور نہ وہ خود اپنے کو قابل اعتبار سمجھتے ہیں۔ میں فرانسیسی فوج
کے یورپ سے آنے کے فضول خیال ہی سے خوش ہو گیا۔ اور اگر بالفرض وہ فوج آجائے
اور یہاں کامیابی حاصل کرے تو مجھے کیا۔ میں تو اکیلا مرہٹوں کا مقابلہ کر سکتا ہوں
اور فرانسیسیوں پر اعتبار نہ کرنے کی مصیبت کو برداشت کر سکتا ہوں۔ کیونکہ میں
انکو میسور میں گھسنے کی اجازت نہ دونگا۔"

حیدر علی نے ملابار اور کورگ میں پھر اپنی حکومت قایم کرنے کے لیے سپاہ روانہ
کی۔ اور سیر بالم کے ضلع میں بھی جسے اب فخر آباد کہتے ہیں۔ اور زرخیز ملک کو چھوڑنے
پر آمادہ ہو گیا تھا کہ اسے یورپ سے فرانسیسی فوج کے آنے کی خبر ملی۔ مگر یہ فوج راستے میں
انگریزی جنگی جہازوں سے لڑتی بھڑتی آئی تھی۔ اور تعداد میں صرف ۱۲ سو تھی اور
قایم بستی کے آنے تک میدان جنگ میں نہیں آ سکتی تھی۔ خود حیدر علی کی سپاہ بہت
تھوڑی رہ گئی تھی۔ سر کوٹ بھی بوجوہ جنگ پر آمادہ نہ تھا۔ فرانسیسی سپاہ نے اتنے ہی
میں کڈالور اور پیرام کوئل پر قبضہ کر لیا تھا۔

سر کوٹ پیرام کوئل کی فتح کا حال سُنکر واندواش کی طرف چلا گیا۔ مگر جب اُس نے
دشمن کو آمادہ جنگ نہ پایا تو ارنی کی طرف بڑھا جہاں حیدر علی اپنی فوج کیلیے رسد
جمع کر رہا تھا۔ سر کوٹ نے یہ سمجھا کہ اُس طرف جانے سے دشمن کلی طور سے جیتا جائیگا
اور اُسے انگریزی سپاہ کے لیے رسد ملنے کا بھی موقع ہاتھ لگ جائیگا۔ مگر حیدر علی کو اُسکے
آنے کی خبر مل چکی تھی۔ اُس نے ٹیپو کو آرنی بھیجدیا۔ اور دوسرے راستے خود بھی وہاں
جا پہونچا۔ ۲ جون ۱۷۸۲ء کو جب سر کوٹ نے آرنی کے قلعہ کے نزدیک لشکر جمانا چاہا
تو اُس پر ٹیپو اور ایم لالی نے حملہ کر دیا۔ اگرچہ سر کوٹ نے ایم۔ لالی کی ایک توپ چھین
لی۔ اور حیدر علی پر حملہ کرنے کے لیے بڑھا۔ لیکن حیدر علی نے اسے پاس تک نہ
پھٹکنے دیا۔ بلکہ اپنی فوج کو دبا کر ایک ایسی جگہ لے گیا۔ جہاں میسور کی ساری فوج اُس پر
ٹوٹ پڑی۔ اور سر کوٹ کی فوج کو سخت نقصان ہوا۔ یہ آخری جنگ تھی جس میں
سر کوٹ اور حیدر علی دونوں ایک دوسرے کے مقابل ٹھیرے تھے۔ مگر اُس کے ایک
سال کے اندر ہی اندر دونوں شیر جہان سے اُٹھ گئے۔

ماہ اگست میں گورنمنٹ بمبئی نے ایک فوج ملابار پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کی اُسکے کمانیر کرنیل ہمبر اسٹون نے کالی کٹ پر قبضہ کرے۔ پالگھاٹ چیری کا رُخ کیا۔ اور راستہ میں بہت سے چھوٹے چھوٹے قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ حیدر علی نے ٹیپو کو ملابار جانے کا حکم دیا جہاں وہ ماہ اکتوبر میں پہونچا۔ اور انگریزی سپاہ کو ساحل سمندر سے رسل و رسائل رکھنے اور مدد حاصل کرنے میں ناکامیاب کرنا چاہا اس لئے انگریزی سپاہ کالی کٹ سے چالیس میل جانب پونانی (ریتی پانی) چلی گئی۔ اور اُسسے دو انگریزی جہاز بھی مل گئے اور اس نے مورچہ بندی کرکے ٹیپو کا انتظار کیا۔

آخر کار ٹیپو کی فوج بھی جا پہونچی۔ جس میں دس ہزار سوار۔ آٹھ ہزار پیادے ۴۰۰ یوروپین اور بہت سی بیقاعدہ سپاہ تھی۔ انگریزوں کے پاس ۸۰۰ یوروپین۔ ایک ہزار سپاہ اور میدان جنگ میں کئی دن تک پیکار پڑا رہا۔ اس کے بعد اُسے لیفٹیننٹ علالت کی خبر لگی۔ اور وہ وہاں سے لشکر اُٹھا کر چلدیا اسی عرصہ میں برسات کا موسم آگیا جس کے باعث ساحل کارومنڈل پر جنگ قایم نہ رہ سکی۔ اس لئے انگریزوں کی فوج مدراس چلی گئی۔ فرانسیسوں کی کڈلور اور حیدر علی ارکاٹ کے شمال میں پڑی رہی۔

حیدر علی کی پشت میں سرطان کا دنبل مدت سے چلا آتا تھا۔ اور اس جنگ کی تکالیف سے وہ بہت بڑھ گیا تھا۔ اگرچہ اس کے اُٹھانے میں بہت کوشش کی گئی لیکن صحت حاصل نہ ہوئی۔ اور وہ نرسنگھ رایا ناپیٹ کے مقام پر جو چتور کے نزدیک لشکر ہی میں ۷۔ دسمبر ۱۷۸۲ء مطابق ۱۱۹۵ھ ہجری کو فوت ہو گیا۔

حیدر علی کی تاریخ وفات عجیب و غریب ہے۔ اگرچہ ہمایوں اور جہانگیر دونوں بادشاہوں کی تاریخ عجیب و غریب سمجھی جاتی ہے۔ لیکن حیدر علی کی تاریخ وفات عجیب تر ہے کیونکہ ان دونوں کے نام میں تاریخ نہیں نکلی۔ بلکہ ان مصرعوں میں جن میں انکا نام آیا ہے۔ لیکن حیدر علی کی تاریخ وفات صرف اس کے نام اور ایک اور لفظ کے ملانے سے نکل آتی ہے۔

تاریخ وفات ہمایوں یہ ہے "ہمایوں از بام افتاد" ۹۶۳ھ ہجری
تاریخ وفات جہانگیر یہ ہے "جہانگیر از جہاں رفت" ۱۰۳۶ھ ہجری
تاریخ وفات حیدر علی یہ ہے "حیدر علی خان بہادر" ۱۱۹۵ھ ہجری

قطعہ تاریخ یہ ہے:۔

کہ این شاہ آسودہ را چیست نام؛ چہ تاریخ رحلت نمودہ است او؟
یکے ز انمیان گفت تاریخ و نام - کہ "حیدر علی خاں بہادر" بگو

باب (۱۶)

حیدر علی کے عادات و خصائل اور انتظام مملکت

حیدر علی ایک ایسا شخص تھا جو گمنامی کی حالت سے ترقی کرتے کرتے مالک تاج و تخت ہو گیا۔ وہ ایک سپاہی کی حیثیت سے بڑھتے بڑھتے ایک بادشاہ بن گیا۔ اس شخص کی معرکہ آرائیاں اور فوجی قابلیت کا ٹھیک اندازہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان کے حالات انگریزوں اور فرانسیسیوں دونوں نے قلمبند کئے تھے۔ جس میں بڑا اختلاف پایا جاتا ہے تاہم اس میں تو کسی کو بھی شک نہیں ہے کہ اہل انگلستان کی نسبت اہل فرانس کو اہل ہند کے ساتھ زیادہ ہمدردی تھی۔ اس باعث جب حیدر علی میدان شہرت میں اترا تو اس کا رجحان خاطر فرانسیسیوں کی طرف زیادہ تھا۔ فرانسیسیوں نے بھی اس کے ساتھ حسن سلوک کیا جس کا کافی ثبوت یہ ہے کہ جتنی لڑائیاں اس نے انگریزوں کے ساتھ لڑیں اول سب میں فرانسیسی اس کے شریک رہے۔ اس وجہ سے جو حالات فرانسیسیوں نے لکھے ہیں وہ ذرا زیادہ قابل اعتبار مانے جاتے ہیں۔

حیدر علی پیدائشی شہ زور آزما تھا۔ وہ ایک اعلےٰ درجہ کا شہسوار تھا تلوار اور بندوق دونوں اعلےٰ درجہ کی چلاتا تھا۔ وہ بچپن ہی سے چست و چالاک تھا اور وہ سخت محنت و مشقت برداشت کر سکتا تھا۔ اور جب اپنی فوج کی سپہ سالاری کرتا تھا تو نڈر بن کر دشمن پر جا پڑتا تھا۔ وہ اپنی جان کا مطلق خطرہ نہ کرتا تھا اس سے اس کی فوج کا دل بڑھا رہتا تھا اور میدان جنگ میں بڑھی ہوئی نظر آتی تھی جنگ کے وقت وہ گھبراتا نہیں تھا اور سوجھ بوجھ کے ساتھ کارروائی کرتا تھا رسالوں کی تربیت اور لڑائی میں اعلےٰ درجہ کا ملکہ رکھتا تھا۔ اور دشمن کو رسالہ

[illegible] توپ آتا تھا۔ چونکہ اُسے فن انجنیری سے بالکل واقفیت نہیں تھی اسلئے اُسے تمام [illegible] دوسروں کا آسرا لینا پڑتا تھا۔

حیدر علی بڑا ہی بہت چالاک شخص تھا۔ اور جس پھرتی کے ساتھ اُس نے دغاؤ کیے وہ اُس کی چستی اور چالاکی کی کافی شہادت ہیں۔ پھر کامیابی کے ساتھ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سخت جان اور دلیر شخص تھا۔ اُسکی شیر دلی اور جانبازی پر گرویدہ ہوکر بہت سے لوگ اُسکے جھنڈے تلے آگئے تھے۔ حیدر علی فرانسیسیوں کا جو اس کی فوج میں تھے بڑا لحاظ کرتا تھا۔ اُن پر اُسے بیحد اعتبار تھا۔

حیدر علی کی جواںمردی اور فن حرب کی قابلیت سے تو دنیا واقف ہے لیکن یہ ٹھیک طور پر معلوم نہیں ہوسکا۔ کہ امور ملکی اور انتظام سلطنت میں اس کی قابلیت کس پایہ کی تھی۔ چونکہ اُسے جنگ و جدل اور معرکہ آرائیوں سے فرصت نہ ہوتی۔ اس لئے اس نے یہ کام دوسروں پر چھوڑ رکھا تھا۔ اگرچہ وہ برہمنوں کی دغابازی سے خوب اچھی طرح واقف تھا۔ لیکن یہ بھی جانتا تھا کہ اس قوم کے لوگوں کو کارخانہ قدرت نے عقل و ذہانت اور انتظامی قابلیت کا زیادہ حصہ دیا ہے اس لئے اُس نے مالی معاملات کی نگرانی برہمنوں کے سپرد کی۔

اگرچہ حیدر علی کے مزاج میں سختی تھی۔ لیکن وہ انصاف پسند بھی تھا اسی باعث اپنے فرائض منصبی کا بڑا خیال رہتا تھا۔ اُسے ہر دم یہی خواہش رہتی تھی کہ ہر شخص کو اپنا فرض اچھی طرح سے ادا کرنا چاہئے۔ اس لئے جب کبھی کسی افسر سے کوئی فرد گذاشت ہوجاتی۔ اور وہ شخص خواہ کسی درجہ کا ہوتا۔ مگر فرائض کی انجام دہی میں قاصر رہتا تو اُسے کوڑوں کی سزا دی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ اُس نے اپنے بیٹے ٹیپو کو بھی فرائض کی انجام دہی میں قاصر رہنے پر سزا دی تھی۔

اگرچہ وہ لوگوں کو سخت سزائیں دیا کرتا تھا۔ اور قیدیوں اور خصوصاً جنگ کے قیدیوں سے بڑی سختی کے ساتھ پیش آتا تھا۔ تاہم وہ ظالم نہیں تھا۔ اور نہ اُسے کسی کو آزار دینے میں خوشی حاصل ہوتی تھی۔ اُس نے انگریزی قیدیوں پر جو سختیاں کیں اسکا سبب یہ تھا کہ اُس زمانے کے لوگ ذرا زیادہ سخت مزاج ہوتے تھے۔ اور پھر وہ اپنے ہمسایہ فرمانروا کو اپنا دشمن جانی سمجھا کرتا تھا۔ اور انگریزوں کی سخت جانی

تو عوام اتنا ہی تنگ کی سکتے۔ اور نہ پتہ [illegible] لیکن [illegible] تو ہم زیادہ سختی کرنے ہی سے قابو میں رہ سکتی ہے۔

حیدر علی دشمن کو اپنے ملک میں [illegible] نہ کرنے دیتا۔ اپنا سارا ملک برباد کروا دیتا تھا تاکہ ایسے [illegible] وہ [illegible] کو سخت سزائیں دیا کرتا تھا اور جان نثاروں کو معقول انعام دے کر ان کو [illegible] دیا کرتا تھا۔

حیدر علی کے مزاج میں تعصب اور [illegible] نام کو نہ تھے۔ اسے اسکی مطلق پرواہ نہ تھی۔ کہ اسکی فوج میں یا عہدہ داروں میں کس کس مذہب کے لوگ ہیں۔ اور جب تک لوگ اپنے فرائض کو ادا کرتے رہتے تھے۔ وہ اُن سے کسی قسم کا تعرض نہیں کرتا تھا۔

حیدر علی میانہ قد کا آدمی تھا۔ اسکے خال و خط اور اعضاء ذرا بھدے تھے۔ اور رنگ سانولا تھا۔ اسکی ناک عقابی مگر چھوٹی تھی۔ آنکھیں بھی چھوٹی تھیں۔ اور نیچے کا ہونٹ موٹا تھا۔ وہ نہ ڈاڑھی رکھتا تھا۔ اور نہ گل موچھیں۔ اگرچہ اُسے جواہرات پہننے کا شوق نہ تھا۔ تاہم اپنی پوشاک میں ضرور کچھ نہ کچھ سجاوٹ آرایش روا رکھتا تھا۔ سینہ کمر اور آستین پر لباس تنگ ہوتا تھا۔ مگر نیچے اور ڈھیلی ہوتی تھی۔ وہ اونچی اور سرخ رنگ کی پگڑی پہنتا تھا۔ جس کا بالائی حصہ چوڑا ہوتا تھا۔

حیدر علی کی فوجی وردی سفید ساٹن کی ہوتی تھی جس میں سنہری پھول لگے ہوئے تھے۔ اور سامنے زرد سنجاف لگائی جاتی تھی۔ پاجامہ بھی ساٹن کا ہوتا تھا۔ اور زرد مخمل کی جوتیاں ہوتی تھیں۔ اور کمر میں سفید ریشم کا ایک کمر بند یا پٹکا لگا تا تھا۔

حیدر علی کے دربار میں ہر شخص کی رسائی ہو سکتی تھی۔ ہر آدمی اسکے پاس پہونچ سکتا تھا۔ اور ہر کسی سے بڑی مستعدی کے ساتھ باتیں کر لیتا تھا۔ اور ہر شخص کی بات سُن لیتا تھا۔

اس کا دماغ نہایت صحیح تھا۔ وہ ایک ہی وقت میں کئی کئی کاموں کی نگرانی کر سکتا تھا۔ مثلاً سوانگ یا ناچ دیکھتا جاتا اور کاغذات سنتا جاتا۔ اور احکام لکھاتا جاتا۔ وہ پڑھا لکھا تو نہ تھا تاہم بڑا قابل تھا۔ ایک شخص سے حکام لکھاتا اور دوسرے سے پڑھواتا تھا تاکہ غلطی نہ رہ جائے اور سلطنت کے سارے کام اسکی موجودگی میں

اور اسکے رو برو انجام تک پہونچتے تھے۔ اس کا حافظہ نہایت زبردست تھا جس کے باعث وہ اپنے ماتحتوں کی کارروائیوں کی نگرانی اچھی طرح کر سکتا تھا۔

وہ اپنے بے تکلف دوستوں کے ساتھ مہربانی کے ساتھ بھی پیش آتا تھا اور ان سے ہنسی مذاق ہوتا تھا۔ شام کو رقص و سرود کی محفل گرم ہوتی تھی اور اکثر اسکے بعد عیاشی کی بزم بھی جمائی جاتی تھی جس میں اسکے خاص خاص مصاحب شریک ہوتے تھے۔ اس کی متعدد بیویاں تھیں۔ مگر وہ اور نوکرانیاں اور خیلی عورت کو وہ کسی طرح اپنی خواہش جسمانی کو پورا کئے بغیر نہیں جانے دیتا تھا۔ لیکن ان تمام باتوں کے ہوتے اور کرتے ہوئے وہ نہایت کاروبار سلطنت بڑی خوبی اور مستعدی کے ساتھ سر انجام دیتا تھا۔

تیوہاروں یا دیگر مسرتوں کے موقعوں پر وہ نمائش سے کام لیتا تھا۔ اسکے جلوس کے آگے آگے رسالہ چلتا تھا جس کے پیچھے ۵۰۰ شتر سوار ہوتے تھے۔ اور انکے پیچھے ہاتھیوں کی قطار ہوتی تھی جن پر زرق برق جھولیں پڑی ہوتی تھیں۔ ہاتھیوں کے بعد میں فوج حبشیوں کی چلتی تھیں جنکے سروں پر سرخ اور سیاہ عقابوں کے پروں کی کلغیاں لگی ہوتی تھیں۔ اور فولادی پھلوں کی برچھیاں ہاتھوں میں ہوتی تھیں۔ ان کے پیچھے پیادے یا پیدل پلٹن ہوتی تھی۔ وہ ریشمی انگرکھے اور گھٹنوں تک کے پاجامے پہنے ہوئے تھے۔ اور ہاتھوں میں برچھیاں ہوتی تھیں۔ جن میں گھنٹیاں بجتی جاتی تھیں پیدل پلٹن کے پیچھے گھوڑے پر امرا سوار ہوتے تھے۔ جن کی پوشاک زرق برق ہوتی تھی اور انکے بعد میں شاہی محل کے کوتل بندے تھے۔ اور انکے پیچھے پیادے دوڑتے جاتے تھے۔ پیادوں کے بعد میں شاہی محل کے افسر اور خادم ہوتے تھے۔ اور ان سبھوں کے بعد حیدر علی ایک سفید ہاتھی پر سوار ہوتا تھا۔ اس کے پیچھے بہت سے ہاتھی ہوتے تھے جن میں سے پانچ ہاتھیوں پر سلطنت کے نشان ہوتے تھے۔ ان ہاتھیوں کی قطار کے بعد حبشیوں کے [illegible] ساتھ اور [illegible] اور اسکے پیچھے برچھیوں کی ایک پیدل پلٹن ہوتی تھی جلوس کے دائیں بائیں [illegible] پیادے ہوتے تھے جنکی پوشاک سفید ریشم کی ہوتی تھی۔ اور جن کے ہاتھوں میں لمبی لمبی [illegible] برچھیاں ہوتی تھیں۔ اور ان میں جھنڈیاں لہراتی جاتی تھیں۔ حیدر علی کا جلوس سب سے اچھا جلوس ہندوستان میں صرف مغل بادشاہوں کا جاہ [illegible] ہوتا تھا۔

حیدر علی ایک نڈر اور صاحبِ حوصلہ سپاہ سالار تھا۔ اُسے فنِ حرب کا ماہر یا استاد کہنا تو بجا ہے۔ اُس کے پاس ذرائع کافی تھے۔ وہ بڑا جفاکش اور سخت جان تھا اور شکست پہ شکست کھانے پر بھی مایوس نہ ہوتا تھا، اور نہ ہمت ہارتا تھا۔ وہ باوجود اسکے کہ اہلِ شمشیر میں سے تھا۔ مگر صاف گو اور بھلی طبیعت والا تھا اور اُس کی شخصیت اثر و قوت کے سبب رہی۔ آج تک اس کا نام عزت کے ساتھ لیا جاتا ہے حالانکہ آج وہ ساتھ نہیں۔ اسکی کامیابیاں اور معرکہ آرائیاں اب تک اہلِ میسور کے حافظہ میں تازہ ہیں۔

اگر دیسی فرمانروا جو اس کے رفیق تھے وہ اس کی مدد کرتے اور اگر وقت پہ اُسے فرانسیسیوں سے کافی مدد مل جاتی تو وہ ضرور اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل کر لیتا۔

سوانح عمری حضرت خواجہ

قطب الدین بختیار کاکی رح

جسمیں

آپ کی پیدائش و تعلیم و تشریف آوری دہلی و کشف و کرامات و ذوق و شوق و ریاضات اور ملفوظات اور وفات کے حالات معتبر کتابوں سے لکھے گئے ہیں

مولفہ

جناب محمد نثار علی صاحب شہرت سابق ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم
ریاست جموں و کشمیر حال مہتمم اخبار روزانہ پنجاب لاہور

جسکو بعد حصول جملہ حقوق دائمی از مولف
منشی رام اگروال بک مرچنٹ - پروپرائٹر اردو اخبار
و مالک اردو اخبار مشین پریس لاہور نے
اپنے
مطبع اردو اخبار مشین لاہور میں چھاپا

ارخانہ مشہور عالم جنتری لاہور کا انعامی سسٹم دو سال سے جاری ہے

ا کی راستبازی اور پبلک کی قدردانی سے ملک کے ہر ایک حصہ میں ایک لاکھ ٹکٹ فروخت ہو چکا ہے

شرائط

اول - آپ کارخانہ کے ٹکٹ اپنے شہر کے کسی احباب سے خرید فرماویں بصورت نہ ملنے کے آپ براہ
راست کارخانہ میں موازی آٹھ آنے علاوہ محصول بھیجکر چار ٹکٹ منگالیں ◆

دوم - پھر اُن چاروں ٹکٹوں کو دیگر احباب کے ہاتھ موازی دس دس آنہ پر فروخت کرکے
مبلغ عہ/ وصول کرلیں - اسمیں سے موازی آٹھ آنے تو آپ اپنے خود رکھ لیں اور باقی مبلغ عہ
اپنے پاس رکھیں - پھر آپ اپنے چاروں خریداروں کے نام ٹکٹوں پر معہ مفصل پتہ کے لکھکر کارخانہ میں
واپس بھیجدیں - اور مندرجہ اشیاء تصویردار میں سے ایک چیز جو پسند خاطر ہو تحریر فرمادیں ◆

سوم جس وقت آپکا آرڈر پہنچیگا - کارخانہ فوراً انعامی اشیاء حسب الارشاد بذریعہ وی پی
معہ ۱۶ عدد ٹکٹ کے مبلغ عہ/ پر آپ کی خدمت میں بھیجدیگا (یہ دو روپیہ صرف اُن ۱۶
ٹکٹوں کی قیمت ہے جو آپ اپنے خریداروں کے لئے منگاتے ہیں جن کی قیمت دو روپیہ
آپکے پاس جمع ہے) مگر محصول ڈاک انعامی اشیاء کا علاوہ دو روپیہ کے زائد چارج کیا
جائیگا - جو آپ کو اپنی گرہ سے دینا پڑیگا - پس وی پی وصول کرکے انعامی اشیاء آپ خود رکھ لیں
اور اپنے چاروں خریداروں کو چار چار ٹکٹ معہ اُن کے ناموں کے سارٹیفکیٹ کے دیدیں
پھر وہ صاحب بھی اسی طرح یکے بعد دیگرے فروخت کا سلسلہ جاری رکھکر جو چیز چاہیں
مفت منگالیں ◆

المشتہر پنڈت کرم دھاری مل منجم و عطار سیالکوٹی مصنف مشہور عالم جنتری مالک کارخانہ ... لاہور